تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

08

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31واں سال

20 تا 26 رجب المرجب 1443ھ / 22 تا 28 فروری 2022ء

حیا کا اسلامی تصوّر

حیا ایک نفسانی ملکہ، فطری اور جبلی استعداد ہے جو انسان کو ہر طرح کی برائیوں سے روکتی ہے، اس کے اور معصیت کے درمیان رکاوٹ بنتی ہے، یہ ایک روحانی حس ہے۔ جس طرح انسان آگ کے الاؤ سے بے اختیار پیچھے ہٹتا ہے اور تمام موذی و مُضر اشیاء مثلاً شیر اور سانپ وغیرہ تمام درندوں اور حشرات سے بے اختیار جان بچاتا ہے، اسی طرح جس کے اندر اللہ تعالیٰ کا ودیعت کردہ یہ نفسانی ملکہ اور فطری استعداد اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود ہوتی ہے، وہ ہر معصیت اور تمام معیوب و ناپسندیدہ اقوال و افعال سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ جس انسان میں یہ ملکہ جس قدر کم ہوگا، اُس سے اعمالِ خیر کا صدور بھی اُسی مقدار میں کم ہوگا۔ اگر کسی شخص میں اس استعداد کا فقدان ہے یا قرآنِ کریم کے الفاظ میں اُس کے قلب پر رَین ہے یا حدیثِ پاک کے مطابق غین ہے، تو وہ قبیح افعال سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا، بلکہ ان کاموں میں وہ ایک گونہ لذت و انبساط محسوس کرتا ہے۔ صفتِ حیا فطرتِ سلیمہ کو جانچنے کی ایک کسوٹی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''لوگوں تک گزشتہ نبیوں کا جو کلام پہنچا، اُس میں یہ بھی مذکور تھا: جب تم میں حیا نہ رہے تو پھر جو چاہو کرو۔'' (بخاری) اسی کو فارسی میں یوں بیان کیا جاتا ہے: ''بے حیا باش ہر چہ خواہی کن''، یعنی جسے شُترِ بے مہار اور مادر پدر آزاد بننے کی خواہش ہے تو سب سے پہلے وہ نعمتِ حیا سے محروم ہوتا ہے اور اپنی گردن سے اس کے بندھن کو کھول دیتا ہے، یعنی شریعت کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جو اُس کے جی میں آئے، کر گزرتا ہے، کیونکہ یہی وہ غیر مرئی مُہار اور پیروں کی زنجیر ہے جو انسان کے قدموں کو برائیوں کی طرف بڑھنے سے روکتی ہے۔

مرتب کردہ
فرید اللہ مروت

اس شمارے میں

بت کدہ ہند میں تکبیرِ رب کی گونج
تخلیق انسان میں انسان کے لیے سبق
اسلام میں شرم و حیا کی اہمیت
حیا سراسر خیر ہے
بیمار معاشرہ اور اسلامی تعلیمات
آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں...

بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب

سُورۃُ النُّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:19

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ
فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾﴾

’’بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔‘‘

تشریح: یعنی وہ لوگ جو مختلف حربوں سے معاشرے میں بے حیائی کو عام کرتے ہیں۔ آیت کے الفاظ اشاعت فحش کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ آج کل اس کا بہت بڑا ذریعہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا ہے۔ کمرشل اشتہارات میں عورتوں کی نیم عریاں تصاویر دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ برائی کی اشاعت یوں بھی ہو رہی ہے کہ ناجائز تعلقات کے سکینڈلز کی تشہیر کی جاتی ہے اور بغیر کسی معقول اور مناسب تحقیق کے اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کی کرامت سے ان کی خبریں دنیا بھر میں گھر گھر پہنچ جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ چھوٹی عمر کے بچے اور بچیاں بھی ایسے بے ہودہ سکینڈلز کو پڑھتے‘ سنتے اور اس موضوع پر اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ بہر حال ایسے واقعات کو خبر بنا کر شائع کر دینا بہت بڑا جرم ہے اور جو لوگ بھی اس کے ذمہ دار ہیں وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی ہوئی بھی ہے تو حتی الوسع برائی کا چرچا نہ کیا جائے۔ لیکن اگر قانونی تقاضے پورے ہوتے ہوں تو مجرموں کو کٹہرے میں ضرور لایا جائے اور انہیں ایسی سزا دلوائی جائے کہ ایک کو سزا ہو اور ہزاروں کے لیے باعث عبرت ہو۔

درس حدیث

شرم و حیا اور زبان کو قابو رکھنا

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ)) (جامع الترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ’’شرم و حیا اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں جبکہ فحش گوئی اور لاحاصل بکواس نفاق کی دو شاخیں ہیں۔‘‘

تشریح: شرم و حیا کا ایمان کی شاخ ہونا ایک ظاہر و معروف بات ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کا ایمان کی شاخ ہونا اور فحش گوئی و لاحاصل بکواس کا نفاق کی شاخ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ مومن اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرم و حیا، انکساری، مسکینی و سلامتی طبع کے جن اوصاف سے مزین ہوتا ہے، وہ اپنے اللہ کی عبادت، اپنے اللہ کی مخلوق کی خدمت اور اپنے باطن کی اصلاح میں جس طرح مشغول و منہمک رہتا ہے، اس کی بناء پر اس کے بے فائدہ تقریر بیان پر قدرت ہی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اس بات پر قادر ہی نہیں ہوتا کہ اپنے مفہوم و مدعا کو مبالغہ آرائی اور زبان کی تیز و طرار کے ذریعہ ثابت و ظاہر کر سکے بلکہ وہ اس خوف سے کم گوئی کو اختیار کرتا ہے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے کہ مبادا زبان سے کوئی بڑی بات نکل جائے اور وہ فحش گوئی اور بدزبانی کا مرتکب ہو جائے۔ اس کے برخلاف منافق کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ چرب زبانی یا وہ گوئی اور مبالغہ آمیزی کی راہ اختیار کرتا ہے اور نتیجہ کے طور پر وہ بے فائدہ تقریر و بیان، زبان درازی اور فحش گوئی پر قادر و دلیر ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بت کدہ ہند میں تکبیرِ ربّ کی گونج

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ میدانِ جنگ میں بہادری اور شجاعت اُس وقت مطلوب اور فیصلہ کن ہوتی تھی جب میدانوں میں تلواریں اور نیزوں سے دوبدو جنگ لڑی جاتی تھی۔ آج کے ایٹمی میزائلوں کے دور میں جب بٹن دبانے سے دشمن کی سرزمین پر تباہی پھیلائی جاسکتی ہے تو جنگجوؤں کی بہادری غیر اہم ہو چکی ہے۔ ہماری رائے میں ایسا میدان جنگ جس میں اسلحہ کا استعمال ہو تمام تر ٹیکنالوجی کی ترقی کے باوجود اُس میں افراد کی بہادری اور دلیری کا رول کچھ کم تو ہوسکتا ہے ختم نہیں ہوسکتا جس کی موجودہ دور میں بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ البتہ اخلاقی، معاشرتی اور ذہنی سطح پر آج بھی بہادری اور شجاعت کا رول انتہائی اہم اور فیصلہ کن ہے۔ اس حوالے سے بہادری اور دلیری کسی حق اور سچ کی بنیاد پر ہوسکتی ہے کسی اہم میٹنگ میں 99 فیصد لوگ ایک رائے رکھتے ہوں اور آپ اکیلے الگ رائے رکھتے ہوں تو آپ کا مخالفین کی زیادہ تعداد کی رائے کا اثر قبول نہ کرنا اور اپنے برحق موٴقف پر ڈٹ جانا بھی بہادری ہے۔

اسلامی معاشرے میں بگاڑ کی وجہ سے اگر کسی مجلس میں ایک دو کے سوا تمام خواتین بے پردہ اور کم لباس ہوں تو ان ایک دو خواتین کا مکمل ستر اور حجاب میں رہنا اور ان بے پردہ خواتین کا رتی بھر اثر قبول نہ کرنا بھی بہادری ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ انتہائی قلیل تعداد میں یہ مستور خواتین اجنبی بن کر رہ جائیں گی لیکن اگر ملک بھارت جیسا ہو اور حکومت بی جے پی کی ہو جو آر ایس ایس کا سیاسی ونگ ہے اور صورتِ حال یہ ہو کہ مسلمان گائے ذبح کرتے کرتے خود ذبح ہو جائے اور جس ملک میں یہ نعرہ زوردار انداز میں لگ رہا ہو ”مسلمان کے دو استھان پاکستان یا قبرستان“ وہاں کی حکومت آر ایس ایس کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے مسلمان خواتین پر اگر غیر آئینی، غیر قانونی پابندی لگا رہی ہو اور آر ایس ایس کے غنڈے کسی کالج کے باہر جمع ہو کر ایک باپردہ مسلمان عورت پر آوازیں کسیں تو اُس اکیلی عورت کا گھبرانا نہ بلکہ ”جے شری رام“ کے مشرکانہ نعرے کے خلاف ربِ واحد کی تکبیر کا واشگاف اعلان کرنا اخلاقی اور معاشرتی سطح پر بہادری اور شجاعت کی بلند ترین سطح ہے۔ لیکن ایسی ہمت جرأت کا اظہار تب ہی ممکن ہے اگر انسان کا اپنے نظریے پر ایمان غیر متزلزل ہو بلکہ نظریہ جان سے زیادہ عزیز ہو اور شہادت مطلوب و مقصود ہو اور انسان دنیوی سود و زیاں سے بے نیاز ہو چکا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کو ہندوتوا کی طرف دھکیلنے والی انتہائی متعصب مودی حکومت اکیلی خاتون کے ہاتھوں دنیا بھر میں ایسی رسوا ہوئی کہ اُس کے اتحادی بھی مسلمانوں کے دشمن ہونے کے باوجود اس کا کھل کر ساتھ نہ دے سکے۔ اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ مغربی ممالک کا اِس موقع پر کھل کر ساتھ نہ دینا درحقیقت اپنی ساکھ کو بچانا اور یہ بھرم قائم کرنے کی کوشش تھی کہ انسانی حقوق خاص طور پر حقوق نسواں جہاں کہیں بھی

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
20 تا 26 رجب المرجب 1443ھ جلد 31
22 تا 28 فروری 2022ء شمارہ 08
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

روندے جائیں گے ہم اُس کا نوٹس لیں گے اور اُس پر احتجاج کریں گے۔ یہ پوزیشن صرف اِس لیے لی گئی کیونکہ کسی بڑے ردِعمل سے انھیں بچنا تھا۔

ہم ثبوت کے طور پر بعض مغربی ممالک کا حجاب کے خلاف طرزِ عمل اور وہاں کی گئی قانون سازی قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔ اسلام سے نفرت، اسلاموفوبک دہشت گردی کی سرپرستی اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کے اِس رویے اور پالیسی میں فرانس مغرب کو لیڈ کر رہا ہے جہاں 2010ء میں برقعہ پر پابندیاں لگائی گئیں کہ عوامی جگہوں پر چہرہ ڈھانپنے کی پابندی ایک انتظامی آرڈر کے ذریعے نافذ کی گئی۔ 2021ء میں حجاب پر پابندی کے خلاف مسلمان خواتین نے آن لائن احتجاج رجسٹرڈ کرایا۔ دسمبر میں فرانسیسی حکومت کا مسلم مخالف ایک اور فیصلہ آ گیا اور مسلم خواتین پر حجاب پہن کر کھیل میں حصہ لینے پر پابندی لگا دی۔ اور چالاکی کا مظاہرہ یوں کیا کہ پابندی کا جواز ڈسپلن کی خلاف ورزی بنایا گیا۔ فرانسیسی سینٹ بھی پیچھے نہ رہا، اس نے بھی جوں کی توں اِس پابندی کی منظوری دے دی۔ سپین میں 2010ء میں برقعہ پہننے کی پابندی لگی لیکن عدالت نے 2013ء میں یہ قانون منسوخ کر دیا۔ بیلجیئم میں 2012ء میں برقعہ پر پابندی فرانس کی طرز کا ایک قانون بنایا۔ اس میں قانون شکنی پر 380 یورو جرمانہ اور سات دن کی قید مقرر کی گئی۔ علاوہ ازیں ڈنمارک، ناروے اور ہالینڈ میں بھی قانون کے ذریعے پردے پر پابندی لگا دی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ پردے اور حجاب پر پابندی ایک زبردست حکمتِ عملی کے تحت لگائی گئی علاوہ ازیں مادر پدر آزادی، عریاں لباس، بے حیائی اور فحاشی کا پھیلاؤ یہ سب ایک بڑی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔ حقیقت کچھ یوں ہے کہ صیہونی جب سرمائے اور میڈیا کے ذریعے یورپ کو بالواسطہ طور پر زیرِ تسلط لے آئے تو انھوں نے دنیا پر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے غالب آنے کا خواب دیکھنا شروع کر دیا۔ 1903ء میں شائع ہونے والے یہودی صیہونی پروٹوکولز اِس خواب کی تعبیر کی طرف ایک تحریری قدم تھا۔ کیونکہ اُس زمانے میں سلطنت عثمانیہ اُن کا ہدف تھی لہٰذا مسلمان کو خاص طور پر اس حوالے سے ٹارگٹ کیا گیا تاکہ وہ ان چیزوں میں ملوث ہو کر اُن کا آسان شکار بن جائیں۔ صیہونیوں نے سمجھا کہ دنیا میں اگر بے حیائی، عریانی اور فحاشی عوام میں زیادہ سے زیادہ پھیلائی جائے تو وہ نہ صرف اپنے اِس ایجنڈے کی طرف تیزی سے بڑھ سکیں گے بلکہ بہت سے دوسرے ممالک اُن کے معاون اور سہولت کار خود بخود بن جائیں گے۔ یہاں اس بات کا ضمنی طور پر ذکر آ جائے کہ صیہونیوں نے دنیا کو بہت سی ایسی چیزوں میں پھنسایا ہے جس سے وہ خود گریز کرتے رہے ہیں مثلاً فاسٹ فوڈ وغیرہ وغیرہ۔ یاد رہے اسرائیل میں باقاعدہ سرکاری طور پر فاسٹ فوڈ چھوڑنے کی ترغیب و تشویق دی جاتی ہے۔ یورپ کی جب ایسی صورتِ حال بنی تو علامہ اقبالؒ جیسا مفکر اس نتیجہ پر پہنچا کہ فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے۔ تب یہودیوں نے عالمی قوت کا مرکز لندن سے واشنگٹن منتقل کرالیا، کیونکہ امریکہ مستقبل میں عظیم ترین قوت بننے جا رہا تھا۔ جبکہ یورپ اپنی حیثیت کو قائم دائم رکھنے کے لیے بھی ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لہٰذا امریکہ کو مغربی یورپ کا مائی باپ بنایا اور خود اپنے سرمائے اور میڈیا کی قوت سے طاقتور امریکہ کے کندھوں پر سوار ہو کر اپنے ایجنڈے کی تکمیل کی طرف رواں دواں ہو گیا اور آج اس حوالے سے کافی سفر طے کر چکا ہے۔ ہماری رائے میں بھارت نادانی اور حماقت اور اصلاً اسلام دشمنی میں صیہونیوں کا ایجنٹ بنا ہوا ہے۔ بھارت کا متعصب ہندو مسلمان دشمنی میں یہ بھول چکا ہے کہ صیہونیوں کا اصل ہدف دنیا کا واحد حکمران بننا ہے وہ امریکہ اور بھارت کو اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے استعمال کریں گے اور خدانخواستہ اگر صیہونی اپنے مکروہ عزائم کے عین مطابق ایک عالمی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو وہ عربوں، ہندوؤں اور امریکیوں کو استعمال شدہ ٹشو پیپر کی طرح ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیں گے۔ یہ اُن کے اس عقیدے کا لازمی جز ہے کہ اصل اور حقیقی انسان صرف یہودی ہیں باقی سب Gentile اور Goyim ہیں جو انسان نما شکل رکھتے ہیں۔ اسی لیے وہ غیر یہودیوں کو جانوروں کی طرح ننگا کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارتی ہندو اور عیسائی دنیا تو اُن کے عزائم نہ سمجھتے ہوئے انجانے میں صرف اسلام دشمنی میں ان صیہونیوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لیکن امت مسلمہ اگر اِس کا وجود کہیں ہے، وہ سب کچھ سمجھ کر اور جان بوجھ کر اپنے بدترین دشمنوں کو اپنا دوست بلکہ رہنما بنائے ہوئے ہے۔

امت کو سوچنا چاہیے کہ اُن کی بیٹیوں کو عریاں کیوں کیا جا رہا ہے۔ دخترانِ اسلام کی حیا کس کے ایجنڈے کی تکمیل میں حائل ہے؟ مسلمان مردوں کی غیرت کو دفن کرنے کی کوشش کیوں ہو رہی ہے۔ اسلام کے چہرے پر بدنما داغ لگانے کے اصل مقاصد کیا ہیں؟ امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اسلام بحیثیت دین انسانی زندگی کے تین اجتماعی گوشوں میں سے سیاست اور معیشت پر تو صرف راہنما اصول دیتا ہے جبکہ معاشرتی گوشے کو اتنی تفصیل سے قرآن وحدیث کے ذریعے امت پر کیوں واضح کرتا ہے۔ وہ مرد اور عورت کا اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا حکم کیوں اتنی سختی سے دیتا ہے؟ وہ صالح معاشرے کے قیام کے لیے کیوں مخلوط مجالس اور بے پردگی سے بچنے کا حکم دیتا ہے؟ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انسان جس کی سرشت بلکہ فطرت میں حیا رکھی گئی ہے، اُس کو مسخ نہ کر دے۔ تمام انسان درحقیقت اس جوڑے کی اولاد ہیں جو بھول کر ممنوعہ شجر کا پھل کھا بیٹھا تھا۔ لیکن اِس بھول سے جب اُس کے پوشیدہ عضا ظاہر ہوئے تو اُس نے انتہائی پریشانی سے جنت کے پتوں سے اپنے ستر کو چھپایا گویا حیا انسان کا ازلی، پیدائشی اور فطری جذبہ ہے۔ جسے دبانا یا ختم کرنا انسان کی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔ فطرت دشمن قوتیں انسان کی روحانیت بلکہ اُس کی انسانیت کے درپے ہیں۔ امت مسلمہ کے نام نہاد پاسبانوں ذرا سوچو تو سہی ایک تنہا نہتی لڑکی اپنے نظریے، عقیدے اور ایمان کی پختگی کی وجہ سے سینکڑوں مسلح غنڈوں کو للکارتی ہے تو اُن کے پاس رسوائی بھری پسپائی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوتا، اگر پونے دو ارب پر مشتمل امت مسلمہ ہمت کر کے اپنے بنیادی نظریے کو دانتوں سے پکڑ لے اور شیطان کے ایجنٹوں کو پوری قوت سے للکارے تو کیا وہ ناکام رہے گی؟

ہمت مرداں مرد خدا

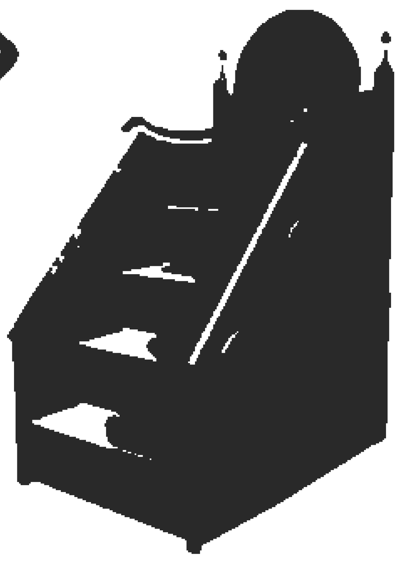

تخلیقِ انسان میں انسان کے لیے سبق

(سورۃ الواقعہ کی آیات 45 تا 49 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 4 فروری 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

سورۃ الواقعہ کی آیت 45 تک ہم نے مطالعہ کیا تھا۔ زیر مطالعہ آیات میں مترفین کا ذکر آرہا ہے کہ جنہوں نے دنیا پرستی میں آخرت کو بھلا دیا ان کا انجام بہت بھیانک ہوگا۔ آیت 45 میں ذکر تھا کہ:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ (٤٥)﴾ ’’یہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) بڑے خوشحال تھے۔‘‘

یعنی دنیا میں ان کو خوب آسائشیں اور نعمتیں ملیں تو بجائے اس کے کہ یہ اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے، اس کی فرمانبرداری کی روش اختیار کرتے وہ غفلت میں مبتلا ہوگئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ اپنی آخرت کی منزل کو انہوں نے کھوٹا کر دیا۔ اب اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ (٤٦)﴾ ’’اور یہ اصرار کرتے تھے بہت بڑے گناہ پر۔‘‘

بھاری گناہ سے ایک مراد شرک اور کفر ہے۔ اُخروی کامیابی کے لیے اولین شرط ایمان ہے۔ جو ایمان کی بجائے کفر اور شرک کا راستہ اختیار کرے گا اور اسی حالت میں دنیا سے جائے گا تو اُس کے لیے آخرت میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔ مترفین اس بھاری گناہ پر دنیا میں اڑے رہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (٤٧)﴾ ’’اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم جب مر جائیں گے اور ہو جائیں مٹی اور ہڈیاں تو کیا پھر سے اُٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟‘‘

﴿اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (٤٨)﴾ ’’اور کیا ہمارے آباء واجداد بھی جو پہلے گزر چکے ہیں؟‘‘

مترفین کی دوسری علامت یہ بتائی گئی کہ وہ دنیا پرستی میں مست ہو کر آخرت کا ہی انکار کرنے لگے۔ گناہوں پر اصرار کی وجہ سے وہ سمجھنے لگے تھے اس دنیا میں جو مرضی کرلو، مر کر دوبارہ کون اُٹھتا ہے، یہی سرکشی انہیں دلاسہ دیتی تھی کہ کیا جب ہماری ہڈیاں بھی گل سڑ جائیں گی تو دوبارہ اُٹھنا ممکن ہوگا؟ کتنے لوگ دنیا سے چلے گئے، کوئی لوٹ کر آیا؟ مترفین کی اس سوچ کا جواب اللہ تعالیٰ یوں دے رہا ہے:

﴿قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ (٤٩)﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) آپؐ کہیے کہ یقیناً پہلے بھی اور پچھلے بھی۔‘‘

﴿لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (٥٠)﴾

مرتب: ابو ابراہیم

’’لازماً جمع کیے جائیں گے ایک مقرر دن کے طے شدہ وقت پر۔‘‘

آج تک جو بھی دنیا سے گیا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک جو پیدا ہوگا اُن سب کو روزِ محشر جمع کیا جائے گا اور پھر ان تمام باتوں کا حساب لیا جائے گا۔

ہم تو الحمدللہ مسلمان ہیں، ہمارا یہ مسئلہ نہیں کہ ہم آخرت کو مانتے نہیں ہیں، ہم تو نماز کی ہر رکعت میں اقرار کرتے ہیں: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○﴾ (الفاتحہ) ’’جزا وسزا کے دن کا مالک ومختار ہے۔‘‘

یعنی ہم آخرت کو مانتے ہیں۔ ہمارا وہ مسئلہ نہیں ہے جو کھلے کافروں کا ہے لیکن ہمارا مسئلہ یہ ضرور ہے کہ کیا واقعی ہم آخرت پر یقین رکھتے ہیں؟ زبان سے اقرار کرنا الگ بات ہے، لیکن کیا ہمارا عمل یہ ثابت کر رہا ہے کہ ہم واقعی آخرت پر یقین رکھتے ہیں؟ جب دل میں یقین ہوتا ہے تو عمل اس کا ثبوت پیش کرتا ہے لیکن ہمارے اعمال کیا ہیں؟ سود کے دھندے جاری رکھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کا واضح اعلان کر رہے ہیں۔ ناحق قتل بھی کیے جا رہے ہیں، چوریاں ڈاکے، جائیدادیں ہڑپ کرنا سب کچھ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے، سب سے بڑھ کر قبضہ مافیا نے جو ظلم اور استحصال کا بازار گرم کر رکھا ہے اس کی مثالیں شاید غیر مسلم معاشروں میں بھی نہ مل سکیں، جس کے پاس طاقت ہے وہ کمزور کا حق غصب کر رہا ہے، اس سب کے باوجود ہم خود کو مسلمان بھی مانتے ہیں اور آخرت پر ایمان کا زبانی اقرار بھی کرتے ہیں لیکن عمل کیا ثبوت پیش کر رہا ہے، آخرت میں نتیجہ تو اعمال کی بنیاد پر ہی بولے گا۔ ان حالات میں ہمارے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں ہماری عادات و اطوار بھی مترفین والی تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ اس طرزِ عمل سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں مالک یوم الدین کا یقین عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ (٥١)﴾ ’’پھر تم اے گمراہو اور جھٹلانے والو!‘‘

﴿لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ (٥٢)﴾ ’’ضرور کھاؤ گے زقوم کے درخت سے۔‘‘

یہ مترفین کی سزا کا بیان ہے۔ زقوم کا درخت عرب علاقوں میں بھی ہوتا ہے جس کا پھل کڑوا اور بدبو والا ہوتا ہے لیکن جہنم میں زقوم کا درخت اس سے کئی گنا بڑھ کر مترفین کے لیے آزمائش ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ اس زقوم کے درخت اور اس کے پھل کے رس کا ایک قطرہ دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو لوگوں کی زندگی، معیشت، گھر گرہستی کے معاملات اور تمام تر کاروبارِ زندگی تباہ ہو جائے گا۔ اندازہ کیجیے جب مترفین کو یہ پھل کھانا پڑے گا تو ان کی کیا حالت ہوگی۔ ((اللھم اجرنا من النار)) ”اے اللہ! ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔“

مترفین نے دنیا میں اپنے عیش وعشرت کے لیے دیگر انسانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا، لوگوں پر مظالم ڈھائے، عوام کے جیبوں سے خون پسینے کی کمائی نکالنے کے لیے مختلف حیلے بہانے تراشے، اب ان کو جہنم میں زقوم کا پھل کھانا پڑے گا۔ یہ پھل دیکھنے میں کیسا ہوگا، دوسری جگہ فرمایا:

﴿طَلۡعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوۡسُ الشَّيٰطِيۡنِ ﴿٦٥﴾﴾ (الصّٰفّٰت)

”اُس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیاطین کے سر۔“

جس طرح شیطان کا سر انتہائی بھیانک اور کراہیت والا ہے اسی طرح زقوم کا یہ پھل دیکھنے میں بھی انتہائی مکروہ شکل والا ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿فَمٰلِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ ﴿٥٣﴾﴾ ”پس اسی سے تم اپنے پیٹ بھرو گے۔“

یعنی بھوک لگے گی تو اسی کو کھانا ہوگا۔ دوسرے مقامات پر خاردار گھاس کا بھی ذکر آتا ہے، کانٹے دار جھاڑیوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ یہاں زقوم کا ذکر آیا۔ آگے فرمایا:

﴿فَشٰرِبُوۡنَ عَلَيۡهِ مِنَ الۡحَمِيۡمِ ﴿٥٤﴾﴾ ”پھر پیو گے اس پر کھولتا ہوا پانی۔“

ایک تو جہنم کی تپش اور گرمی، اس پر بھوک لگے گی تو کھانے کے لیے زقوم کا کانٹے دار، بدبودار اور کڑوا پھل ہوگا، پیاس لگے گی تو پینے کے لیے پانی بھی کھولتا ہوا ملے گا۔ استغفراللہ! یہ قرآن اللہ کا سچا کلام ہے۔ یہ صرف ڈرانے کے لیے نازل نہیں کیا گیا جیسا کہ جاہلانہ تصورات رکھنے والے فلسفیوں اور جاہل صوفیوں کا خیال ہے بلکہ جو قرآن میں فرمایا گیا ہے وہ حقیقت ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿وَبِالۡحَـقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَـقِّ نَزَلَ‌ ؕ﴾ (بنی اسرائیل:105)

”اور اس (قرآن) کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور یہ حق کے ساتھ نازل ہوا ہے۔“

اور حق کا ایک ترجمہ بامقصد بھی ہے۔ یعنی یہ بے مقصد کلام نہیں ہے بلکہ بامقصد کلام ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ﴿۱۴﴾﴾ (الطارق)

”یہ (قرآن) قولِ فیصل ہے۔ اور یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔“

جہنم کے بیان میں جن عذابوں کا ذکر آ رہا ہے یہ حقیقت میں موجود ہیں اور جہنمیوں کو ان عذابوں سے گزرنا پڑے گا۔ آج اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان عذابوں کا ذکر اس لیے کر رہا ہے کہ آج ہمارے پاس مہلت ہے، ہم وہ حرکتیں چھوڑ دیں جو جہنم میں لے جانے والی ہیں۔ یہ جہنم کے عذاب کا بتادیا جانا بھی اللہ کی نعمت ہے تاکہ اندھیرے میں کوئی نہ رہے۔ اللہ نے واضح کر دیا اور اپنے رسول ﷺ کے ذریعے وضاحت فرما دی۔ اب ہمارا کام ہے کہ ہم سمجھ جائیں، اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کے عذابوں سے بچالیں۔ آگے فرمایا:

﴿فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِيۡمِ ﴿٥٥﴾﴾ ”اور ایسے پیو گے جیسے پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے۔“

کھولتے ہوئے پانی کا ذکر ہو رہا ہے۔ جیسے صحرا کی گرمی میں کئی دنوں سے پیاس کا مارا اونٹ جب پانی کے قریب پہنچتا ہے تو لپک کر پینا شروع کر دیتا ہے، اتنی شدید پیاس ہوتی ہے کہ پانی پیتے چلا جاتا ہے مگر اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ یہی حال مترفین کا ہوگا۔ جب جہنم کی گرمی اور شدتِ پیاس سے بُرا حال ہوگا اور ایسے میں انہیں پانی نظر آئے گا تو لپک کر پینا شروع کر دیں گے مگر ان کی پیاس نہیں بجھے گی بلکہ یہ پانی بھی کھولتا ہوا ہوگا اور ان کے اندر کو جلاتا ہوا نیچے جائے گا۔ یہ مستقل عذاب ہوگا جو ان مترفین کے لیے ہوگا۔ وہاں یہ موت مانگیں گے مگر انہیں موت نہیں آئے گی۔

آج ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم جہنم کے اس ذکر کو سنجیدہ لے رہے ہیں؟ اگر سنجیدہ لے رہے ہوتے تو اپنے آپ کو ان اعمال سے دور رکھتے جو آخرت سے انکار پر مبنی ہیں۔ اگر ہمارے دل میں اللہ کا خوف ہوتا، آخرت کا احساس ہوتا تو ہمارے اعمال مختلف ہوتے۔ اللہ کے کلام کی سینکڑوں آیات میں جنت اور جہنم کا ذکر ملتا ہے اور یہ مذاق نہیں ہے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین عطا فرمائے اور جہنم کا خوف بھی عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

پریس ریلیز 14 فروری 2022ء

حجاب مسلمان خاتون کے لباس کا لازمی اور ناگزیر جزہے

شجاع الدین شیخ

حجاب مسلمان خاتون کے لباس کا لازمی اور ناگزیر جز ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے وزیر مذہبی اُمور نورالحق قادری کے وزیر اعظم کو لکھے ہوئے اُس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی جس میں اُنھوں نے 8 مارچ کو عالمی حجاب دن قرار دینے کی تجویز دی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ستر وحجاب کے حوالے سے واضح احکامات دیے ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے بھی سختی سے اِن احکامات پر عمل کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگرچہ ہم مختلف حوالوں سے دن منانے کے قائل نہیں لیکن لوگوں کو دینی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور ترغیب وتشویق دلانے کے لیے ایسے مواقع کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ مغربی دنیا اور بھارت نے جس طرح حجاب کو ٹارگٹ کیا ہوا ہے یہ انسانی بالخصوص خواتین کے حقوق کے پامالی کی بدترین مثال ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ آج عالمی سطح پر معاشروں کا بگاڑ اور خاندانوں کی شکست وریخت درحقیقت ستر وحجاب کو لباس کا لازمی جز نہ بنانے کا نتیجہ ہے۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ عالمی سطح پر جو کچھ بھی ہو بہر حال ایک اسلامی حکومت کو حجاب کو مسلمان عورت کے لباس کا لازمی جز قرار دینا چاہیے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

﴿هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾﴾ ''یہ ہوگی ان کی ابتدائی ضیافت جزا کے دن۔''

مترفین کی ذلت میں اضافہ کے لیے یہ الفاظ آئے ہیں۔ عرب علاقوں میں ایک روایت تھی کہ جیسے ہی مہمان آتا اُس کی ضیافت کے لیے ٹھنڈا یا گرم پیش کرتے تھے۔ اسی انداز میں اللہ تعالیٰ مترفین کی ذلت میں اضافہ کے لیے فرما رہا ہے کہ یہ زقوم کا درخت اور کھولتا ہوا پانی ان کی ابتدائی ضیافت ہوگی۔ اصل ضیافت تو اس کے بعد شروع ہوگی۔ یعنی مترفین کے لیے جو اصل عذاب ہیں وہ اس کے بعد شروع ہوں گے لیکن یہاں ان کا ذکر کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ غور وفکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ ہم راہ راست پر آئیں۔ فرمایا:

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾﴾ ''ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے' تو تم لوگ تصدیق کیوں نہیں کرتے؟''

اللہ کے کلام کا اسلوب سادہ ہے، فطری ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندوں کو خود اپنی تخلیق پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، مخلوقات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے، جا بجا نشانیوں پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ ہم مانیں کہ:

کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے

اس غور وفکر کے نتیجے میں توحید اور آخرت کا سبق بھی بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جب بندہ تخلیق پر غور وفکر کرتا ہے تو تخلیق بامقصد نظر آتی ہے۔ جب ہر تخلیق بامقصد (purposefull) ہے تو بندہ اس نتیجے تک بھی پہنچتا ہے یا پہنچے گا کہ میری تخلیق بھی بامقصد ہے، بے مقصد نہیں ہے۔ یہ توحید او رآخرت کا درس قرآن پاک میں مختلف پیرایوں میں ساتھ ساتھ بار بار بیان ہوتا ہے۔ جتنا کتاب کائنات پر غور کریں گے اتنا اس کتاب ہدایت پر یقین بڑھے گا۔ یہ ''کتاب ہدایت'' قرآن ''کتاب کائنات'' پر غور وفکر کی دعوت دیتی ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے، کائنات اللہ کا عمل ہے۔ اللہ کے قول اور عمل میں تضاد نہیں ملے گا۔ قرآن پر غور وفکر کرو گے تو وہ اس کائنات پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ کائنات پر غور وفکر کرو گے تو قرآن کی عظمت کو پہنچو گے کہ کیا کیا حقائق قرآن میں پوشیدہ ہیں۔

یہاں مترفین سے خطاب ہے۔ وہ لوگ شرک اور کفر پر اڑے ہوئے تھے، خالق کائنات کے منکر تھے، آخرت کے منکر تھے، مرنے کے بعد زندگی کے منکر تھے ان کو اللہ غور وفکر کی دعوت دے رہا ہے لیکن اس میں ہمارے لیے بھی یاددہانی اور سبق ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں جو لوگ کفر اور شرک کی روش پر ہیں اور آخرت کے انکاری ہیں ان کے لیے بھی وارننگ ہے کہ وہ سُدھر جائیں، اپنی اصلاح کر لیں۔ آج ایتھی ازم (انکار رب) کے عنوان سے ایک بہت بڑا فتنہ پھیل رہا ہے کہ کوئی کائنات کا پیدا کرنے والا نہیں، ہم خود بخود بن گئے اور خود بخود مر جائیں گے۔ اس سے بڑا کفر اور کیا ہوگا کہ خالق کائنات کا ہی انکار کر دیا جائے۔ اسی لیے یہاں اللہ یاد دلا رہا ہے، جھنجھوڑ رہا ہے کہ:

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾﴾ ''ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے' تو تم لوگ تصدیق کیوں نہیں کرتے؟''

پھر آگے فرمایا:

﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾﴾ ''کیا تم نے کبھی غور کیا اس پر جو (منی) تم ٹپکا دیتے ہو؟''

﴿ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾﴾ ''کیا اس کی تخلیق تم کرتے ہو یا ہم تخلیق کرنے والے ہیں؟''

اللہ اکبر کبیرا! مرد اور عورت کے کس ملاپ کے نتیجے میں، کس قطرے کے کس جز کو توفیق ہوگی کہ وہ رحم مادر میں جا کر ایک بچے یا بچی کی تخلیق کا باعث بنے۔ یہ صرف رب کائنات کو معلوم ہے اور توفیق دینے والا بھی رب ہے۔ اللہ اکبر۔ پھر یہ قرآن پاک انسان کی تخلیق کے مراحل بیان فرماتا ہے:

﴿فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ﴾ (الزمر:6)

''(یہ تخلیق ہوتی ہے) تین اندھیروں کے اندر۔''

رحم مادر کے اندر بچہ تین جھلیوں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ ان تین تاریکیوں میں ایک قطرے کے معمولی جزو سے اللہ تخلیق کے عمل کو شروع کرتا ہے۔ کیا اس حقیر سے قطرے کے معمولی جز کی یہ اوقات تھی کہ وہ خود پیدا ہوتا یا ان تین تاریکیوں میں وہ خود ایک انسان بننے کا عمل شروع کرتا؟ یہاں اللہ ایتھی ازم کے پیروکاروں کے باطل نظریہ کا رد اس سوال کے ذریعے کر رہا ہے کہ کیا اس قطرے کے معمولی جز کو تم پیدا کرتے ہو یا اللہ پیدا کرتا ہے؟ پھر اس جز سے بچے یا بچی کی تخلیق تم کرتے ہو یا اللہ کرتا ہے؟ کئی مرتبہ انسان کے چاہنے کے باوجود اولاد پیدا نہیں ہوتی، تو اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی پیدا کر کے دکھائے؟ پھر اس معمولی قطرے کے اندر آنکھ نہیں، ناک نہیں، کان نہیں، زبان نہیں، دل نہیں، ہاتھ نہیں، پیر نہیں، بال نہیں، خون نہیں، گردے نہیں۔ لیکن اللہ اسی معمولی قطرے کے معمولی جز سے علقہ (جما ہوا خون) بناتا ہے، پھر اسے مضغہ (گوشت کی بوٹی) کی شکل دیتا ہے، پھر عظاما (ہڈیوں) کی شکل دیتا ہے پھر لحما (ہڈیوں پر گوشت چڑھانے) کے مرحلے سے گزارتا ہے اور اس طرح مختلف مراحل سے گزار کر اللہ تعالیٰ ایک چلتا پھرتا، سننے اور دیکھنے والا، عقل وشعور رکھنے والا انسان بناتا ہے۔ کیا یہ خود بخود ہو رہا ہے؟ اللہ اکبر کبیرا۔ کائنات تو بہت بڑی شے ہے، یہ انسان کا وجود خود ایک کائنات ہے، اس کا ایک ایک عضو، ایک ایک پارٹ آف باڈی، اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے اور جتنا میڈیکل سائنس آگے بڑھتی ہے اتنا ایک ایک برانچ کے اندر ریسرچ کرنے والا بھی دھنگ رہ جاتا ہے۔ اپنے وجود پر انسان غور کرے اور پھر اپنے آپ سے سوال کرے کہ کون یہ سب نظام انسان کے وجود میں پیدا کرنے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں غور وفکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجے میں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

اللہ اکبر

خون کو گرما دیا دخترِ ذیشان نے
حق کے نعرے سے جو للکارا ہے مسکان نے
کفر کی محفل میں جس نے کر دیا محشر بپا
وہ صدائے حق بلند کر دی ہے مسکان نے
گیدڑوں کی چیخ شیروں کو ڈرا سکتی نہیں
شیرنی کی دھاڑ تھی، جو کچھ کہا مسکان نے
عقل نے کب سے پلائے مصلحت کوشی کے جام
راستہ لیکن، جرأت کا ہی چنا مسکان نے
جمع ہو سکتی نہیں ہے بزدلی ایماں کے ساتھ
تربیت یوں کی ہے پدر و مادرِ مسکان نے
آؤ آگے بڑھ کے اس پرچم کو ہم بھی تھام لیں
سر بلند جس کو کیا ہے، جرأتِ مسکان نے
خون کو گرما دیا ہے دخترِ ذیشان نے
حق کے نعرے سے جو للکارا ہے مسکان نے

(انتخاب ابو عبداللہ)

اسلام میں شرم وحیا کی اہمیت

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سابقہ نبوت کے کلام میں سے لوگوں نے جو باتیں پائی ہیں' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تم حیا چھوڑ دو تو جو دل چاہے کرو!''

یہ حدیث انتہائی مختصر مگر اپنے موضوع کے حوالے سے جامع ترین ہیں۔ حضرت ابومسعود عقبہ بن انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جو بدری صحابی ہیں اور ان کا تعلق انصار سے ہے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں شامل کیا ہے۔

زیر مطالعہ حدیث اور اس کی تشریح

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی)) ''نبوت اولیٰ (یعنی پہلے انبیاء کرام علیہم السلام) کے کلام میں سے جو چیز لوگوں نے پائی ہے یا جو اُن کے پاس محفوظ ہے''---- ظاہر بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک سلسلۃ الذہب ہے اور ہم اللہ کے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ ان کی تعلیمات میں کچھ تحریف بھی ہوئی' اور کچھ نسیان کا شکار بھی ہوگئیں کہ لوگوں نے اُن کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ بہرحال ان کی تعلیمات کے کچھ نہ کچھ اثرات اُس وقت یعنی دورِ نبویؐ میں بھی موجود تھے اور وہ حکمت کے موتیوں کی طرح سے لوگوں کے اندر مشہور تھے۔ انہی میں سے ایک موتی وہ ہے جس کی نشاندہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ))

''جب تم حیا کا پردہ اٹھا دو تو پھر جو چاہو کرو!''

خوف اور حیا کا مرکز: انسانی دماغ کا اعلیٰ ترین حصہ

حیا کے بارے میں ایک اور حدیث بہت مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِنَ الْاِیْمَانِ))

''حیا ایمان کی ایک شاخ' ایک شعبہ ہے''۔ یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے۔

میں اس کی مزید وضاحت کر رہا ہوں کہ حیا زندگی کا جزوِ لازم ہے' اس لیے کہ حیات اور حیا کا مادہ ایک ہی (ح ی ی) ہے۔ اصل میں ہمارا مرکزی اعصابی نظام (Central Nervous System) ہمارے دماغ (Brain) اور حرام مغز (Spinal Cord) پر مشتمل ہے جو ریڑھ کی ہڈی میں چل رہا ہے۔ دماغ میں اعلیٰ ترین حصہ سیریبرم (cerebrum) ہے۔ یہ گرے میٹر (gray matter) کہلاتا ہے اور رنگ دار سا پیلا سا مادہ ہوتا ہے۔ سیریبرم کا جو سب سے اعلیٰ (highest) حصہ ہے وہ fear & shyness center ہے یعنی خوف اور حیا کا حصہ۔

حیا اور حیات کا خصوصی تعلق

حیا کا حیات کے ساتھ خصوصی تعلق ہے' اس لیے کہ حفظِ ذات (preservation of the self) سب سے بڑا محرک (motive) ہے اور یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اس کے بعد ہے اپنی نسل کو برقرار رکھنا (preservation of the species)۔ اس کے لیے آدمی شادیاں کرتا ہے اور پھر اولاد اور اپنے کنبے کے سو جھمیلوں کو برداشت کرتا' اس کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ یہ سب اس لیے کرتا ہے کہ اپنی نسل کو برقرار رکھنا' اس کو بچانا اس کے فطری اور جبلی داعیات (instincts) میں سے ہے۔ البتہ اپنے آپ کو بچانا یعنی حفظ ذات اہم ترین محرک ہے' اور اس کے یہ دو فنکشنز ہیں: خوف اور حیا (fear & shyness)۔ یعنی خطرہ ہے تو اس سے اپنا بچاؤ کرنا' شیر آ رہا ہے تو بھاگو' دوڑو۔ یہ خوف ہے۔ اسی طرح حیا اور جھجک بھی درحقیقت انسان کے دماغ اور سیریبرم کے اعلیٰ ترین حصے کا جزو ہے۔

شراب کا اوّلین اثر: حیا اور خوف کا خاتمہ

اس ضمن میں میں ایک اور حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھئے' شراب کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ انسانی دماغ کی تمام سطحوں (levels) کو رفتہ رفتہ ناک آؤٹ کرتی ہے' ایک دم سارے دماغ کو متاثر نہیں کرتی۔ مثلاً آپ نے تھوڑی سی شراب پی لی ہے تو خوف اور جھجک (حیا) دونوں جاتے رہیں گے۔ اس سے انسان میں جرأت و بہادری (boldness) پیدا ہوتی ہے۔ اگر شراب کی مقدار زیادہ ہو جائے گی تو پھر وہ نچلی سطحوں کو بھی متاثر کرے گی اور ڈپریشن پیدا کرے گی اور پھر یہ ڈپریشن دماغ کے ساری سطحوں کو نقصان پہنچاتا چلا جائے گا۔ البتہ شراب کا پہلا کام خوف اور حیا کو ختم کرنا ہے۔

اس اعتبار سے حیا (shyness) بہت اہم شے ہے' اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور اس کی مزید تشریح میں' میں نے بتایا کہ درحقیقت یہ حیات کا جزوِ لازم ہے' بایں طور کہ انسان اپنی حیات کو بچانے کے لیے خوف اور حیا کے میکنزم کا استعمال کرتا ہے۔

عورت میں حیا کا مادہ زیادہ ہے!

یہ خالق کائنات کی حکمت تخلیق ہے کہ اُس کی طرف سے حیا کا مادہ مرد کی نسبت عورت میں زیادہ رکھا گیا ہے۔ مرد اپنی جسمانی ساخت' اپنی صلاحیتوں اور functions جو اسے دیے گئے ہیں' ان کی رو سے فعال اور متحرک (active) ہوتا ہے' اقدام کرتا ہے' جبکہ عورت گریز کرتی ہے۔ عورت کے نسوانی حسن کا یہ خاصہ ہے کہ وہ گریز کرے' اور اگر عورت میں بھی اقدام آ جائے تو پھر اس کی وہ نسوانیت ختم ہوگئی اور وہ بھی مرد ہوگئی۔ اس لیے کہ عورت کی خلقت میں شرم و حیا اور گریز کا عنصر ہے۔ کوئی بھی معاملہ ہو' چاہے وہ عام طور پر جس کو ہم عشق مجازی کہتے ہیں' اس میں بھی اقدام مرد کی طرف سے ہوتا ہے۔ مرد طالب ہوتا ہے اور عورت مطلوب ہوتی ہے۔ تو یہ مادہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اندر زیادہ رکھا ہے اور یہ عورت کے نسوانی حسن کا سب سے بڑا زیور اور سب سے بڑا حصہ ہے۔

سورۃ القصص میں اس کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا گیا ہے--- حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے چل کر مدین تک پہنچے ہیں اور اس دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا صحرائے سینا عبور کیا ہے۔ کوئی سواری کیا' کوئی شے پاس تھی ہی نہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھکے ماندے' بھوکے پیاسے مدین پہنچے اور وہاں ایک پانی کے کنویں کے پاس جا کر پڑاؤ ڈالا۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ دولڑکیاں کنویں کے

ایک طرف کھڑی ہیں اور اپنے ریوڑ کو پانی پینے سے روک رہی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کنویں کے پاس گئے اور چرواہوں اور ان کے جانوروں کو اِدھر اُدھر ہٹا کر ان لڑکیوں کے ریوڑ کو پانی پلایا اور وہ اپنا ریوڑ لے کر چلی گئیں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور انہوں نے اس وقت یہ دعا مانگی: ﴿رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ﴿۲۴﴾﴾ ''اے میرے پروردگار! میں تو تیری ہر اُس خیر اور خیرات کا مستحق ہوں جو تو میری جھولی میں ڈال دے''۔

دوسری طرف اُن لڑکیوں نے گھر جا کر اپنے والد کو سارا واقعہ بتایا۔ اب ان میں سے ایک لڑکی اپنے والد کا پیغام لے کر جب آئی تو اس کی چال ڈھال کے لیے قرآن میں جو الفاظ آئے ہیں: ﴿فَجَآءَتۡہُ اِحۡدٰىہُمَا تَمۡشِیۡ عَلَی اسۡتِحۡیَآءٍ﴾ ''پس آئی ان دونوں میں سے ایک لڑکی حیا کے ساتھ چلتی ہوئی''۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ عورت کے چلنے میں بھی حیا ہے۔

مغرب عورت کی حیا کو ختم کرنے پر تُلا ہوا ہے!

اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں جو بھی عناصر رکھے ہیں ان میں مرد کے مقابلے میں حیا کا پہلو بہت قوی ہے، جس کو مغرب آج ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مغرب حیا کے پردے کو ختم کرنا چاہتا ہے اور اس وقت دنیا میں اس کے لیے جو عظیم تحریک چل رہی ہے اس کو ''سوشل انجینئرنگ پروگرام'' کا دل فریب نام دیا گیا ہے۔ یعنی سوسائٹی اور معاشرہ کی تعمیر نو کرنی ہے اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ عورت میں سے حیا کو باہر نکال دو۔ مغرب میں عورت کی بے پردگی کا معاملہ کوئی بہت پرانا نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ سوا سوا سو سال پرانا ہے۔ امریکہ کی پرانی فلموں میں عورت مکمل لباس زیب تن کیے ہوتی تھی یعنی گردن سے لے کر ٹخنے تک سوائے چہرے کی ٹکیا کے اور سر پر ان کے یقیناً سکارف ہوتا تھا۔ یہ جو سکرٹس اور منی سکرٹس آنی شروع ہوئی ہیں ان کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے۔

1897ء میں ''پروٹوکولز آف دی ایلڈرز آف زائن'' کی پہلی کانفرنس سوئٹزرلینڈ کے شہر Basel میں ہوئی تھی جہاں ٹاپ کے یہودی جمع ہوئے تھے اور ان میں سے بیشتر یہودی بینکرز تھے۔ Zionist موومنٹ بھی یہودی بینکرز کی تحریک ہے اور وہ مذہبی یہودی نہیں ہیں بلکہ سیکولر ٹائپ کے یہودی ہیں۔ مذہبی یہودی وہ ہیں جن کی چھلے دار زلفیں ہوتی ہیں۔ ان کی داڑھیاں لمبی ہوتی ہیں۔ سر ننگے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سر کے اوپر چھوٹی سی ٹوپی نہیں بلکہ پورا ہیٹ ہوتا ہے اور وہ بھی سیاہ رنگ کا۔ اسی طرح انہوں نے سیاہ اَچکن کی طرز کا لمبا کوٹ پہنا ہوتا ہے۔ یہ ہیں مذہبی یہودی۔ لیکن سوئٹزرلینڈ کے شہر Basel میں جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ سب سیکولر تھے اور بینکرز کے نمائندے تھے۔ نوعِ انسانی کے لیے انہوں نے جو چیزیں طے کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ شرم و حیا کا جنازہ نکال دیا جائے تاکہ انسان حیوان بن جائے اور پھر ہم ان حیوانوں کو استعمال کر سکیں۔ یہ ان کا فلسفہ ہے کہ سوائے یہودیوں کے تمام بنی آدم انسان نما حیوان ہیں یعنی شکل تو انسانوں کی سی ہے لیکن درحقیقت سب حیوان ہیں۔ چنانچہ غیر یہودی انسانوں کے لیے وہ goy`ims اور gentiles کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جیسے حیوان کو استعمال کرنا عام انسان کا حق ہے ---- گھوڑے کو تانگے میں اور بیل کو ہل میں جوتا جاتا ہے ---- اسی طرح ہمارا حق ہے کہ ہم انسان نما حیوانوں کو بھی اسی طرح استعمال کریں۔ اور یہ بات ان کی باقاعدہ مذہبی تعلیمات میں شامل ہے۔

یہودیوں کی مذہبی کتاب ''تالمود'' جو اصل میں فقہ کی کتاب ہے اور مذہبی اعتبار سے بہت اہم ہے اس میں یہ مذکور ہے کہ غیر یہودیوں کو دھوکہ دینا ان سے سود وصول کرنا ان کے مال پر ڈاکہ ڈالنا چوری کرنا وغیرہ جائز ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا تذکرہ بایں الفاظ موجود ہے: ﴿قَالُوۡا لَیۡسَ عَلَیۡنَا فِی الۡاُمِّیّٖنَ سَبِیۡلٌ﴾ (آل عمران:75) ''وہ کہتے ہیں کہ ان اُمیوں کے ساتھ ہم جو چاہیں کریں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے''۔ چنانچہ آزادیٔ نسواں (Women Lib) کے نام پر شرم و حیا کو ختم کرنے کی ایک عظیم تحریک اس وقت سے چل رہی ہے۔ لیکن ہم پاکستانیوں کے لیے انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ پرویز مشرف کی حکومت نے ساری دنیا سے آگے بڑھ کر اس تحریک کو لبیک کہا۔ اس لیے کہ تمام اداروں یعنی سینٹ میں پارلیمنٹ میں اور اس سے نیچے یونین کونسلوں میں 33 فیصد عورتوں کی نمائندگی مقرر کر دینا عورتوں کو گھر سے نکالنے کا اتنا بڑا کام پاکستان کے علاوہ پوری دنیا میں کہیں نہیں ہوا۔ آج تک امریکہ اور یورپ میں بھی ایسا نہیں ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں جمہوریت کا وجود ایک معجزہ ہے۔ معجزہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ دنیا میں یہ مانا جاتا ہے کہ کم شرح خواندگی میں ڈیموکریسی نہیں چل سکتی۔ لوگوں کے اندر خواندگی ہونی چاہیے تعلیم ہونی چاہیے تب ڈیموکریسی چل سکتی ہے۔ جبکہ بھارت انتہائی کم شرح خواندگی کے ساتھ اس بہترین انداز سے جمہوریت چلا رہا ہے کہ دنیا دیکھ کر حیران ہو رہی ہے لیکن ان کے ہاں بھی عورتوں کی نمائندگی کی شرح 33 فیصد نہیں ہے صرف چند عورتیں ہیں جو پارلیمنٹ میں آ جاتی ہیں۔ امریکہ کے اندر بھی گنی چنی عورتیں جنرل الیکشن جیت کر آ جاتی تھیں جیسے ہمارے ہاں جنرل الیکشن جیت کر بے نظیر آ جاتی تھی اور اس طرح سے چند ایک اور عورتیں بھی آ جاتی تھیں۔ یہ کبھی نہیں تھا کہ 33 فیصد سیٹیں عورتوں کے لیے مختص کی جائیں اور خواتین سے ہی اُن کو پُر کرنے کو لازم قرار دے دیا جائے۔

اس وقت بے حیائی کی اشاعت یو این او کے ایجنڈے پر ہے۔ چنانچہ اس کے لیے پہلی کانفرنس قاہرہ میں ہوئی تھی۔ پانچ سال کے بعد بیجنگ کانفرنس اور پھر بیجنگ پلس فائیو کانفرنس ہوئی۔ یہ تمام کانفرنسیں اقوامِ متحدہ کے تحت ہوئی ہیں اور وہاں طے ہوا ہے کہ شرم و حیا جو عورت کا سب سے بڑا زیور ہے اسے ختم کیا جائے۔ اس وقت مغرب کا معاشرہ اور مغرب کی ساری طاقت اسی پر لگی ہوئی ہے۔ ان کے ہاں تو شرم و حیا ختم ہو چکی ہے اور بے حیائی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا سے بھی حیا کا خاتمہ ہو جائے۔ جیسے اگر کسی بلی کی دم کٹ جائے تو وہ یہی چاہے گی کہ سب بلیوں کی دُمیں کٹ جائیں ورنہ وہ تو تمام بلیوں کے اندر ''نکو'' بنی رہے گی۔ اسی طرح مغربی ممالک بھی پوری نوعِ انسانی سے حیا کے زیور کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اصل میں یہ ایجنڈا یہودیوں کا ہے جس کے آلہ کار عیسائی بن رہے ہیں اور عیسائیوں میں سے بھی خاص طور پر White Anglo Saxon Protestants (WASP) فرقہ اس میں پیش پیش ہے۔ پھر اس فرقے کی بھی اعلیٰ سطح کی کلاس Evengelists (جن کو ''نیوکانز'' بھی کہا جاتا ہے) اسرائیل کے سب سے بڑے سپورٹر ہیں اور ان کے پروگرام کی تکمیل میں یہ سب سے بڑے آلہ کار ہیں۔ واضح رہے کہ wasp ''بھڑ'' کو کہتے ہیں جس کے کاٹنے سے جسم سوج جاتا ہے۔

بچوں پر روک ٹوک لگانا از حد ضروری ہے

آج کل مغرب کے اثر کے تحت یہ سوچ عام ہو گئی ہے کہ بچوں پر کوئی روک ٹوک نہ لگاؤ اس لیے کہ یہ بات

ان کی نشوونما (development) میں رکاوٹ بنتی ہے۔ یہ سوچ سراسر حماقت ہے اور یہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم کے برعکس ہے۔ ہمیں تو یہ تعلیم ملی ہے کہ اپنی چھڑی کو کبھی اٹھا کر نہ رکھ دینا' بلکہ اولاد کو سیدھا رکھنے کے لیے اس کو استعمال کرنا ہے۔ اولاد کو محبت بھی بھرپور دو' لیکن ساتھ ہی ان پر کڑی نظر رکھو۔ جیسے ہمارے ہاں ایک کہاوت ہے کہ ''کھلاؤ تو چوری چور کے اور دیکھو گھور کے''۔ بچوں کے اوپر جب تک بڑوں کا رعب نہ ہو' بڑوں کا خوف نہ ہو' بڑوں کی حیا نہ ہو کہ میرے اس کام پر والد کیا کہہ دیں گے تو ہمارے نزدیک ان کی صحیح انسانی نشوونما (human development) نہیں ہوتی۔ وہ بچے جنہیں آپ جری' بے شرم' بے حیا اور بے ادب بنا دیتے ہیں وہ پھر آپ کے سینے پر مونگ دلتے ہیں' آپ کے بڑھاپے کے اندر سوہانِ روح بنتے ہیں۔ ان کے اندر کہاں سے وہ آداب آ جائیں گے اور کہاں سے وہ تہذیب آ جائے گی جو بچپن میں اگر انہیں نہ سکھائی گئی ہو؟ اسی طرح نماز کے بارے میں حکم ہے کہ بچے کو سات سال کی عمر سے نماز کی تلقین شروع کر دو اور دس برس کے بعد بھی اگر بچہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کو مارو۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ ہو:

''اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں' اور جب دس برس کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو۔ اور ان کے بستر بھی الگ کر دو۔''

لہٰذا جدید چلڈرن سائیکالوجی کی بڑی حماقتوں میں سے ایک حماقت یہ ہے کہ بچوں کو روک ٹوک کرنے سے ان کے اندر جو آزاد شخصیت کے پروان چڑھنے کا امکان ہوتا ہے' وہ ان میں کم ہو جاتی ہے تو انہیں روکو ٹوکو نہیں' وہ جو چاہے کریں۔ ایسی سوچ سراسر حماقت اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

بہرحال زیر مطالعہ حدیث انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کے اندر یہ بات موجود تھی کہ جب تم نے حیا کا پردہ اٹھا دیا تو جو چاہو کرو۔ اس لیے کہ یہی تو بیریئر تھا' یہی تو روک ٹوک کی بات تھی۔ فارسی میں اس کا بہترین ترجمہ ہے: ''بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن!'' یعنی ایک دفعہ ذرا حیا کا پردہ اٹھا دو تو جو چاہو کرتے پھرو!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 9 فروری 2022ء)

بدھ (2 فروری) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نمازِ ظہر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف سے ان کے شعبہ مالیات کے حوالے سے نائب امیر کے ساتھ ملاقات کی۔ بعد نمازِ عصر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف کے ہمراہ وقار احمد صاحب کی اہلیہ مرحومہ کی تعزیت کے لیے ان کے دفتر جوہر ٹاؤن جانا ہوا۔ بعد نمازِ مغرب شعبہ سمع و بصر میں ''امیر سے ملاقات'' کا پروگرام ریکارڈ کروایا۔ بعد ازاں کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔

جمعہ (4 فروری) کو جامع مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (5 فروری) کو قرآن مرکز سالکین بسیرا میں صبح حلقہ کراچی وسطی کے ذمہ داران سے ناشتے پر ملاقات کی۔ بعد ازاں حلقہ کے معاونین اور مقامی ذمہ داران کے تعارف کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ صبح 11:00 بجے سے نمازِ ظہر تک کُل رفقاء کے اجتماع میں سورۃ الحدید کی آیات سے تذکیر کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بیعت مسنونہ کا بھی اہتمام ہوا۔

اتوار (6 فروری) کو 11 بجے MCC لان ملک سوسائٹی گلزار ہجری میں ''موجودہ حالات اور راہِ نجات'' کے موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ بعد نمازِ ظہر مقامی تنظیم گلشن جمال کے دفتر میں ظہرانے پر علماء کرام اور آئمہ مساجد سے ملاقات کی' جس میں 25 علماء کرام شریک ہوئے۔ بعد نمازِ عصر حلقہ کے ارکان عاملہ سے ملاقات کی۔ نمازِ مغرب سے قبل ایک رفیق سے انفرادی ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب کاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے والے احباب سے قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں ملاقات کی اور ان کے سوالات کے جوابات دیے۔

پیر (7 فروری) کو صبح 11:00 بجے کراچی یونیورسٹی میں شعبہ physiology کے Ph.D کے فیکلٹی ممبران اور ریسرچ اسٹوڈنٹس سے ''قرآن اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کی کل تعداد تقریباً 35 تھی۔ بعد ازاں NED یونیورسٹی کی انتظامیہ اور اساتذہ سے آڈیٹوریم میں ''طلبہ کی تربیت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور سوالات کے جوابات دیے۔

بدھ (9 فروری) کو کوئٹہ کے ایک رفیق جو کراچی آئے ہوئے تھے' سے ملاقات کی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام — خلافتِ راشدہ کا نظام
بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ
دجالی نظام کی تکون:
سیکولرازم، سود اور بے حیائی
تنظیم اسلامی www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام — خلافتِ راشدہ کا نظام
بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ
بے حیائی جنسی تشدد تک لے جاتی ہے
تنظیم اسلامی www.tanzeem.org

حیا سراسر خیر ہے

ڈاکٹر میمونہ حمزہ

حیا لغوی طور پر ''حیاۃ'' سے مشتق ہے، اور اس سے مراد ایسی شرمساری ہے جو انسان کو رجوع پر مائل کردے۔ حیا ایک وقار ہے جو بندہ اختیار کرنا چاہتا ہے تاکہ عیب دار امور سے اپنا دامن دور رکھے۔ (لسان العرب، مادہ: ح ی)

ابن حجرؒ کہتے ہیں: حیا کو لغت میں ''مد'' کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اس سے مراد انکسار یا خوف کی بنا پر عیب دار شے کو ترک کردینا ہے۔ اور کبھی کسی سبب کی بنا پر کسی شے کو چھوڑ دینا بھی اس میں شامل ہے۔ (یعنی حیا میں ترک کرنے کا عنصر پایا جاتا ہے، خواہ خوف یا انکسار کی بنا پر ہو یا کسی اور وجہ سے''۔ (فتح الباری، 52/1)

بارش کو بھی حیاۃ کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ زمین، نباتات اور حیوانات کی زندگی کا سبب بنتی ہے۔ اور اسی طرح حیا سے مراد دنیا و آخرت کی زندگی بھی ہے۔ جس میں حیا نہ ہو وہ دنیا کا مردار اور آخرت کا شقی و بدبخت ہے۔ وہ گناہوں سے لدا ہوا اور حیا سے عاری ہے، جس کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی! رہا حیا دار شخص تو وہ گناہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرا، اور نافرمانی سے باز رہا، جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے سزا دینے میں حیا برتے گا۔ جس نے بے باکی سے گناہ کئے اور اللہ سے حیا نہ کی اللہ بھی اسے سزا دیتے ہوئے حیا نہ کرے گا۔ (الجواب الکافی ص 46)

ابن قیم ؒ کہتے ہیں کہ ''جس میں حیا نہیں اس میں انسانیت کی رمق نہیں، وہ بس گوشت اور خون سے بنی ایک ظاہری صورت ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی خیر نہیں''۔

الجرجانی ؒ کہتے ہیں: ''حیا کسی عمل کو کرتے ہوئے طبیعت میں انقباض پیدا ہونے کا نام ہے کہ آدمی اس پر ملامت سے ڈرے اور اسے ترک کردے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں:

1۔ نفسانی: یہ کیفیت اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں میں پیدا کی ہے، جیسے ستر کھل جانے کو ہر انسان ناپسند کرتا ہے۔ حیا کی یہ قسم انسان کی فطرت اور جبلت میں پائی جاتی ہے۔

2۔ ایمانی: یہ کیفیت اسے اللہ کے خوف سے گناہوں کے ارتکاب سے روک دیتی ہے۔ حیا کی یہ قسم اکتسابی ہے، یعنی وہ جس قدر شریعت کی پیروی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو بڑھائے گا، اسی قدر اس کی حیا بڑھتی چلی جائے گی اور معصیت کے صدور سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

اخلاق انسان کے اندر نمو پاتے ہیں، اسی طرح حیا کا مسکن بھی انسان کا وجود ہے۔ ایمان اخلاق کی تہذیب اور تزکیہ کرتا ہے، اور جب انسانی وجود میں ایمان پرورش پاتا ہے تو دیگر اخلاق کی مانند جذبۂ حیا بھی طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کئی غیر مسلموں میں بھی حیا کا جذبہ پایا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں اس کو ودیعت کیا ہے۔ دوسری جانب بعض مسلمانوں میں بھی قلتِ حیا پائی جاتی ہے، تو اس کا تعلق ان کی ایمانی کیفیت سے ہے۔

حیا اور خجل میں فرق:

خجل، شرمندگی اور ندامت نفس کی اس کیفیت کا نام ہے جو کسی شک وشبہ میں مبتلا ہونے یا دلیل روشن کے خلاف کرنے پر انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے، اور حیا وہ کیفیت ہے جو کچھ کرنے سے قبل طاری ہوتی ہے۔ خجل اپنے کئے پر ندامت کا احساس ہے اور حیا وہ جذبہ ہے جو کسی برے کام کے انجام دینے میں آڑ بن جائے۔

قرآن کریم میں حیا کا لفظ کئی معانی میں آیا ہے:

1۔ اللہ تعالیٰ کی حیا کیا ہے؟

''اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا''۔ (الاحزاب: 53)

''اللہ تعالیٰ اس سے ہرگز نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بھی حقیر تر کسی چیز کی تمثیلیں دے''۔ (البقرۃ: 26)

قرطبی ؒ کہتے ہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو بیان کرنے میں کسی خوف کا شکار نہیں ہوتا، اور اور نہ حق کہنے سے کوئی بات اس کو انقباض میں مبتلا کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، کہ تین لوگ اندر آئے، دو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ گئے اور ایک واپس چلا گیا، اور سلام کیا۔ ایک کو حلقے میں جگہ ملی تو وہ اس میں بیٹھ گیا، اور دوسرا (حلقے سے باہر) ان کے پیچھے بیٹھ گیا، جبکہ تیسرا شخص واپس چلا گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تین کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ سے ٹھکانا مانگا تو اللہ نے اسے ٹھکانا فراہم کردیا، (یعنی مجلس میں جگہ)، دوسرے نے اللہ سے حیا برتی تو اللہ نے بھی اس سے حیا برتی، اور آخری نے اللہ سے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ (رواہ الترمذی)

ان میں سے پہلا شخص طالب علم تھا اور اس کی نیت میں خلوص تھا، تو اسے رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے حلقے میں جگہ دی گئی، کیونکہ وہ اللہ سے اسی کا امیدوار تھا۔ دوسرا حیا دار تھا، اور اس نے فقط علم حاصل کرنے سے غرض رکھی اور ازدحام سے بچنے کی کوشش کی لیکن تعلم اور صحبتِ علماء چاہی تو اللہ نے اس کی حیا کی بھی قدر کی اور اسے علم حاصل کرنے کا موقع دے دیا، اور جس نے علم اور اصحابِ علم کی مجلس میں پہنچ کر بھی ان سے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ اس میں حیا کو پسند کیا گیا ہے اور اعراض کو اللہ کی ناراضی کی علامت بیان کیا گیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ حیا دار اور کریم ہے، جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے خالی ہاتھ نامراد واپس لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے''۔ (رواہ ابن ماجہ)

اور اللہ تعالیٰ کی حیا بندوں کی مانند نہیں ہے، جو انکسار پر مبنی ہوتی ہے، بلکہ اس کی حیا بھی اس کے جلال اور عظمت کی شان جیسی ہے، جب بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے تو بھی وہ اپنی بے پناہ رحمت اور کمال جودوکرم اور عظیم درگزر کے ساتھ اسے ڈھانپ لیتا ہے، اور اس کے عیب کی پردہ پوشی کردیتا ہے، اور اس کے گناہ کا پردہ چاک نہیں کرتا۔

2۔ حیا دارانہ رویہ:

قرآن کریم میں موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں شیخ مدین کی بیٹی کی حیا کو اس طرح بیان کیا گیا:

''پھر ان میں ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی''۔ (القصص: 25)

اور یہ وہی حیا ہے جو عورت کی زینت ہے، اور اس کی عفت،

اس کے شرف اور فضل کی دلیل ہے۔

حیا فطری جذبہ ہے:

حیا مرد وخواتین دونوں میں اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر رکھی ہے، اور اس کا پہلا اظہار آدم وحواؑ کے زمین پر آنے سے قبل ہوا تھا، جب ان دونوں نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کئے گئے لباس سے ان دونوں کو محروم کردیا گیا، ان کی کیفیت کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

’’پھر جب انہوں نے اس درخت کا پھل چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے‘‘۔(الاعراف:32)

یعنی شرم انسان کے اندر تہذیب کے ارتقاء سے مصنوعی طور پر پیدا نہیں ہوئی ہے اور نہ یہ اکتسابی چیز ہے، بلکہ درحقیقت یہ وہ فطری چیز ہے جو اول روز سے انسان میں موجود تھی۔(تفہیم القرآن، ج2،ص15)

حیا ایمان سے ہے:

حیا ایک ایمانی جذبہ ہے، اس کی افزائش کرنا چاہیے نہ کہ اسے دبایا جائے، حدیث میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے، جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ زیادہ شرم وحیا نہ کر) تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: اسے چھوڑ دو، حیا تو ایمان کا حصہ ہے‘‘۔(متفق علیہ)

ابو مسعود عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ’’لوگوں کے پاس کلام نبوت سے جو بات پہنچی ہے ان میں یہ بھی ہے: جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کر‘‘۔(رواہ البخاری)

کلام نبوت سے مراد پہلے انبیاء علیہم السلام کے احکام شریعت ہیں، جو منسوخ نہیں ہوئے، اور ہر آنے والے نبی نے ان کی تجدید کی ہے، ان میں حیا بھی ہے، اس کا حکم آج بھی ثابت ہے، اور پچھلی نبوتوں میں بھی اس کی تاکید کی گئی تھی۔

جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر، کا بیان تہدیدی ہے۔ یعنی یہ ایسا عمل نہیں جس سے معافی ملے، اب تو مستحقِ سزا ہے۔ حیا کا جذبہ ہی برے فعل کے ارتکاب میں رکاوٹ بنتا ہے۔ جب اس رکاوٹ کو تو نے ہٹا دیا تو اب جو چاہے کر، تجھے سزا مل کر رہے گی۔

حیا سراسر خیر ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حیا خیر ہی لاتی ہے‘‘۔(رواہ البخاری) اور مسلم میں ہے: ’’حیا سراسر خیر ہے‘‘۔ یعنی حیا انسان کو اللہ کی نافرمانی، بداخلاقی اور برے کاموں سے بچاتی ہے۔ معاشرے میں برائیاں کم ہو جائیں تو پاکیزہ فضا نشونما پاتی ہے، جس میں برائی سکڑنے لگتی ہے، اور برے لوگ اعلانیہ برائیوں کا ارتکاب نہیں کرتے، نیکی کا چلن عام ہو جاتا ہے، ہر جانب حیا کا خیر پھیل جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، (یا ساٹھ سے زائد، راوی کو شک ہے)، ان میں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے، اور سب سے ادنیٰ راستے میں پڑی ہوئی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے‘‘۔(متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’فحش جس چیز میں بھی ہو اسے بدنما بنا دیتا ہے، اور حیا جس چیز میں ہو اسے زینت عطا کرتی ہے‘‘۔(رواہ ابن ماجہ، الترمذی واحمد)

رسول اللہ ﷺ نے اشج بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ’’اس میں دو صفات ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: حلم اور حیا‘‘۔

رسول اللہ ﷺ کی حیا:

رسول کریم ﷺ اخلاق کی بہترین حالت پر تھے، اسی لیے آپؐ کی حیا بھی مثالی تھی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ’’رسول اللہ ﷺ پردے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیا تھے‘‘۔(رواہ البخاری)

یعنی ایک تو کنواری لڑکی کی حیا اور اس پر مستزاد اس کی باپردہ حالت حیا کی شدت کو ظاہر کرتی ہے، آپؐ اس سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ اور اگر آپؐ کو کوئی بات بری محسوس ہوتی تو اس کا اثر آپؐ کے چہرہ مبارک پر آجاتا اور وہ سرخ ہو جاتا، کیونکہ آپؐ کا چہرہ مبارک دل کا سچا آئینہ تھا۔

صحیح بخاری میں رسول کریم ﷺ کے سفرِ معراج کی حدیث تفصیل سے آئی ہے، جب رسول کریم ﷺ کو پچاس نمازوں کا تحفہ ملا، اور واپسی کے سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس تعداد کو کم کروانے کا مشورہ دیا، اور پیارے نبی ﷺ بار بار اللہ کے حضور اس کی تخفیف کی درخواست کرتے رہے، اور پانچ کی تعداد کو بھی کم کروانے کے مشورے پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (استحییت من ربی)، ’’مجھے اپنے رب سے حیا آگئی‘‘۔(رواہ مسلم)

امہات المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کی دعوت کھانے کے بعد کچھ لوگ جم کر آپؐ کے گھر بیٹھ رہے، اور نبی کریم ﷺ کو ان کے عمل سے تکلیف پہنچی مگر حیا کے سبب آپؐ نے انہیں جانے کو نہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں، مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا‘‘۔(الاحزاب:53)

بہترین حیا اللہ سے حیا ہے:

بندہ جب اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کی پرواہ نہ کرے، وہ غفلت کے ساتھ اس کے احکامات کو پیروں تلے روندے، اور شریعت کی پابندیوں کو خاطر میں نہ لائے تو یہ اللہ تعالیٰ سے عدم حیا کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیا نہ کرنے کے معاملے میں انسانوں کا یہ رویہ افسوسناک ہے کہ وہ لوگوں سے تو بڑے اخلاق اور رکھ رکھاؤ سے ملیں اور ان کے سامنے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کریں، لیکن جب وہ تنہائی میں ہوں تو اللہ سے حیا نہ کریں اور تمام پابندیوں اور حدود قیود کو توڑ دیں، گویا انہیں اللہ سے ذرا بھی حیا نہیں آتی۔

حضرت سعید بن یزید الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا: مجھے وصیت کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح حیا کرو جس طرح تم ایک صالح شخص سے حیا کرتے ہو‘‘۔(رواہ احمد)

ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مختصر الفاظ میں بہت بلیغ نصیحت ہے، کیونکہ فاسق شخص بھی اپنی مصلح افراد سے حیا کرتا ہے اور ان کے سامنے برائی کا ارتکاب نہیں کرتا اور اللہ تو اپنی مخلوق کے تمام افعال سے باخبر ہے، تو بندہ جب اپنے رب سے حیا برتے اور اپنی قوم کے صلحاء اور نیک لوگوں سے بھی حیا کرے تو وہ تمام ظاہری اور باطنی معاصی سے اجتناب کرے گا۔ تو یہ نصیحت کتنی عمدہ اور جامع ہے۔(دیکھئے: فیض القدیر 3/74)

معصیت حیا کو ختم کر دیتی ہے:

ابن قیم ؒ کہتے ہیں کہ: ''گناہوں کی سزا یہ بھی ہے کہ وہ حیا کو ختم کر دیتے ہیں، جو کہ حیاتِ قلب ہے۔اور وہ ہر خیر کی اصل ہے اور حیا کا رخصت ہو جانا خیر کا چلے جانا ہے، کیونکہ حیا تو سراسر خیر ہے''۔(الداء والدواء،ص 131)

حضرت عمر بن خطاب ؓ کا قول ہے:''جس میں حیا کی کمی ہو اس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے، اور جس کی پرہیز گاری کم ہو جائے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے''۔

دنیا میں کوئی معاشرہ بھی فحاشی، منکرات اور ظلم پر قائم نہیں رہ سکتا۔جس معاشرے میں حیا نہ ہو وہ اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے، اور اس میں خیر پنپ نہیں سکتی۔

حیا کے مظہر:

حیا انسان کے عقل مند و دانا ہونے کی علامت ہے۔اس کا اظہار گفتگو میں بھی ہوتا ہے اور پوشاک میں بھی، برتاؤ میں بھی اور رویے میں بھی!

1۔کلام:

غیر معیاری الفاظ، دروغ گوئی، گمراہ کن انداز اور احترام سے عاری کلام حیا کے منافی ہے۔حیا کسی بھی شخص کو نرمی اور حکمت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے باز نہیں رکھتی۔تین چیزیں دل میں حیا کے احساس کو متحرک کرتی ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس سے محبت

2۔یہ احساس کہ ہم اللہ کی نگاہ میں ہیں اور وہ سمیع و بصیر رب ہمیں سن اور دیکھ رہا ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی چیز اوجھل نہیں ہوتی۔

2۔رویہ:

حیا کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی حیادارانہ رویہ اختیار کرے اور اپنے آپ سے بھی حیا کرے اور ان فرشتوں سے بھی جو اس کے ساتھ رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے حیا اختیار کرنا بہترین رویہ ہے۔جو اللہ سے حیا کرتا ہے اللہ بھی اس سے حیا برتتا ہے۔

حیا کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ کسی مسئلے کو پوچھنے میں حیا کرے۔حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں:''انصار کی خواتین بہترین عورتیں ہیں، وہ دین سیکھنے میں حیا کو رکاوٹ نہیں بناتیں۔''(مسلم)

مجاہد ؒ کا قول ہے:''حیا اور تکبر کرنے والا کبھی علم حاصل نہیں کر سکتے''۔(دینی معاملات میں سوال کرنے سے حیا کرنا علم کے حصول میں مانع ہو جاتا ہے۔)

حسن بصری ؒ کہتے ہیں:''حیا اور فیاضی دو ایسی خصلتیں ہیں کہ جس میں بھی پیدا ہو جائیں اللہ تعالیٰ اسے سربلند کر دیتا ہے''۔(مکارم الاخلاق، ابن ابی الدنیا)

جنید بغدادی ؒ فرماتے ہیں:''اللہ کی نعمتوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی خطاؤں پر نظر پڑے تو جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے حیا کہتے ہیں۔''

بنی اسرائیل کے ایک دانا شخص کا قول ہے:''عورت کی زینت حیا ہے اور حکیم کی زینت خاموشی ہے''۔
(ابن ابی الدنیا،63)

حیا کثیر الفوائد صفت ہے۔حیا ایمانی صفت ہے، یہ ایمان کو تقویت دیتی ہے۔حیا اور ایمان باہم ولازم وملزوم ہیں۔حیا بہت سے گناہوں کے ارتکاب سے بچاتی ہے، اس طرح یہ مومن کی زندگی میں ایک ڈھال کا کام کرتی ہے۔حیا دار شخص دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچ جاتا ہے۔حیا ایمان کی ایک مضبوط شاخ ہے، جو اللہ سے حیا برتے وہ دنیا میں بھی اس کی پردہ پوشی کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا۔حیا دار شخص کو لوگ بھی پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی۔حیا فواحش کے افشا سے روکتی ہے، اور گناہوں کے کیچڑ میں گرے ہوئے شخص کی پردہ پوشی کر کے اسے اصلاح کا موقع دیتی ہے۔(الاخلاق الاسلامیہ، المیدانی)

حیا کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ اچھے کاموں پر ابھارے اور برے کام کرنے سے روک دے۔

جس شخص کو اللہ کی جانب سے حیا کا تحفہ ملا، وہ کمال اس کی پوری زندگی پر حاوی ہو گیا۔انسان حیا کے احساس میں مختلف درجات پر ہوتے ہیں، ہم میں سے بہت سے لوگ آج کے زمانے میں حیا کی کمی پر شکوہ کناں نظر آتے ہیں۔بازاروں میں بے حیائی عام ہے، شادی بیاہ کے مواقع ہوں یا سیر و تفریح کے مقامات، یا ہمارے تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل کے لباس اور میل ملاقات، ہر جانب برے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔یہ سب تبدیلی ایک دن میں وقوع پذیر نہیں ہوئی، بلکہ مرحلہ وار آئی ہے۔جوں جوں انسان کی اخلاقی حس کمزور پڑتی چلی جاتی ہے، شرم و حیا، غیرت اور حمیت مفقود ہوتی چلی جاتی ہے۔باحیا اور باحجاب زندگی چھوڑ دینے کے بعد انسانی رشتوں میں بھی بے حیائی در آتی ہے، وہ معاشرے جن میں حیا کا اعلیٰ تصور رائج نہیں ہے، وہاں نکاح ایک غیر ضروری قید کا تصور لے کر آیا ہے۔

جس معاشرے میں حیاداری نہیں رہتی وہاں فواحش پھیلنے لگتے ہیں۔اور انسانی جذبات کو انگیخت کرنے کے لیے ادب، آرٹ، سینما، موسیقی اور رقص کے ذریعے برہنگی و بے حیائی کے مناظر عام ہو جاتے ہیں، گویا شیطان اپنے سارے لاؤ لشکر سمیت اس معاشرے پر حملہ کر دیتا ہے۔ان حرکتوں پر یہی بات صادق آتی ہے کہ جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو۔ایک بے حیا معاشرہ کی مثال ایسی ہی ہے جیسے آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے ہوئے لوگ! نجانے کس وقت بے حیائی کی آگ انہیں جلا کر خاکستر کر دے۔

خاندانی نظام اور نکاح کے ذریعے تعلقات کا فروغ حیا کو قائم رکھتا ہے اور اس دائرے سے باہر ہر تعلق یا تو زنا ہے یا مقدماتِ زنا میں سے ہے۔(یعنی ایسی پیش قدمی جس کی انتہا زنا یا اس سے کم برائی پر منتج ہوتی ہے۔)فحش لٹریچر، ویڈیوز اور چلتے پھرتے بے حیا مرد و زن معاشرے کے بگاڑ میں بڑے ذمہ دار ہیں۔

انسان اور خصوصاً عورت میں حیا کا جو مادہ رکھا گیا ہے اس کا اظہار لباس سے بھی ہوتا ہے اور طرزِ معاشرت سے بھی، اگرچہ مادہ پرست معاشروں میں اسی لغزش نے قوموں کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا ہے۔سترِ عورت اور حیاداری محض عادت نہیں بلکہ مطلوب اخلاقی رویہ ہے۔

''اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا، تاکہ تمہارے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے۔''(الاعراف:26)

اور پھر خواتین کو یہ بھی فرمایا:''اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں''۔(الاحزاب:59) نظام حیا کو قائم کرنے کے اصول وضع کیے:''اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''۔(الاحزاب:23)

اور جب صنفِ مخالف سے معاملہ ہو تو پردے کے پیچھے سے کیا جائے، اور''دبی زبان میں گفتگو نہ کرے، تاکہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے''۔(الاحزاب 32)

اسلام میں نکاح کو عفت مآبی اور حیا قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تمہیں نکاح کرنا چاہیے کیونکہ وہ آنکھوں کو بدنظری سے روکنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کی بہترین تدبیر ہے''۔(رواہ الترمذی) اس طرح اسلامی معاشرت وہ پاکیزہ، محفوظ اور پُرسکون فضا فراہم کرتی ہے، جس میں حیا کو قائم رکھتے ہوئے تعمیر تمدن میں معاشرے کا ہر فرد فعال کردار ادا کر سکتا ہے۔ ☆☆☆

بیمار معاشرہ اور اسلامی تعلیمات

حضرت مولانا محب اللہ قاسمی

مریض کو دوا کا خوف دلا کر اسے بغیر علاج مارنا، اس کے ساتھ ہمدردی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔ جس طرح مرض کی شناخت ہوجانے کے بعد اس سے بچنے کے لیے لوگوں کو آگاہ کرنا اور اس سے پوری طرح دور رہنے کی تاکید کرنا معاشرے کو صحت مند بنانے کے لیے ضروری ہے ٹھیک اسی طرح انسانیت کے ضامن حیات نظام- اسلام سے انسانوں کو ڈرا کر اس سے دور رکھنے کی کوشش سے انسانیت کی حفاظت نہیں بلکہ اس کی بربادی ہوگی۔

موجودہ دور کے ماحول اور حالات نے آج پوری انسانیت کو ایسا مریض بنا دیا ہے جس کے مرض کی شناخت کرنے اور اس کا علاج بتانے سے گریز کیا جا رہا ہے، اس کو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جب کہ معاشرے کے موجودہ مسائل اور انسان کے تمام فکری وعملی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے۔

ہم اپنے ملک عزیز کا جائزہ لیں تو یہاں بھی بہت سی بیماریاں عام ہوگئیں ہیں جن سے بچنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں مگر ان کا مکمل علاج نہ ہونے کے سبب وہ بیماریاں دن پر دن بڑھتی جارہی ہیں۔ مثلاً آج دنیا بھر میں ایڈز جیسی خطرناک بیماری نے اپنی جگہ بنالی ہے اور ہمارا ملک بھی اس کی زد میں ہے۔ اس بیماری کے اسباب ومحرکات تلاش کر لیے گئے ہیں اور بیماری سے نمٹنے کے لیے مختلف طریقے بھی اختیار کیے جارہے ہیں مگر کوئی یہ کہنے کو تیار نہیں ہے کہ ناجائز تعلقات ہی اس خوفناک بیماری کی اصل وجہ ہے اور اس خرابی کی ایک بڑی وجہ عریانیت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خواتین برانگیختہ کرنے والے نیم برہنہ لباس میں مردوں کے دوش بدوش مخلوط پارٹیوں میں نظر آتی ہیں۔ یہ صورت حال نفسیاتی طور پر بہت سی برائیوں کو دعوت دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ناگہانی کیفیت اور بدسلوکی کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی بات اس سے آگے بڑھ جاتی ہے۔ پھر ہم واویلا مچاتے پھرتے ہیں، جبکہ خود کردہ را علاج نیست۔

انسداد جرائم کی تدابیر

آج حکومت کے ذمہ داروں کو بھی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ ایسے جرائم کے انسداد کے لیے کیا کریں۔ تمام دانشور اور ارباب حل وعقد ان جرائم کا حل اسلامی تعلیمات سے ہٹ کر تلاش کرتے ہیں۔ جرائم زدہ علاقوں کا تعین، ان کی چوکسی، بسوں میں سی سی ٹی وی کیمرے اور لائٹ جلائے رکھنے کی تاکید اور اس فعل بد میں ملوث افراد کو اذیت ناک سزا کی بات کہی جارہی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ایسے وحشیانہ اور شرمناک فعل کو انجام دینے والے مجرمین کو سخت ترین سزا دی جانی چاہیے۔ مگر حل کے طور پر صرف یہی باتیں کافی نہیں ہیں۔ شراب نہ پینے کی ہدایت کردینا یا بورڈ لگا دینا کافی نہیں ہے۔ کیا بسوں میں سی سی ٹی وی کیمرے لگا دینے سے انسان کا ضمیر اور اس کا کردار درست ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ اس لیے تمام دانشوران کو چاہئے کہ سنجیدگی کے ساتھ اسلام کے عائلی نظام، اخلاقی تعلیمات اور تعزیراتی قوانین کا بھی مطالعہ کریں، پھر انہیں عملی جامہ پہنائیں۔ کیونکہ یہ محض نظریاتی چیزیں نہیں ہیں بلکہ آزمودہ ہیں۔

اسلام کی اخلاقی تعلیمات

اسلام انسانوں کو معاشرتی زندگی تباہ وبرباد کرنے والی چیزوں مثلاً ظلم وزیادتی، قتل وغارت گری، بدکاری و بداخلاقی، چوری وزناکاری وغیرہ سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے اور انھیں اپنے مالک اور پیدا کرنے والے کا خوف دلا کر ان کے دل کی کجی کو درست کرتا ہے۔ آج معاشرے میں لوٹ کھسوٹ، رشوت، بددیانتی، جھوٹ، فریب اور جعل سازی وغیرہ کی جو بیماریاں عام ہوگئی ہیں، صرف اسلامی تعلیمات ہی میں ان تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

جس طرح ہمیں اپنی بہو بیٹیوں کی عزت پیاری ہے اسی طرح دوسروں کی عزت وناموس کا خیال رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ آزادی کے نام پر جس طرح خواتین کھلونے کی مانند استعمال کی جارہی ہیں، گھر اور حجاب کو قید سمجھنے والی خواتین کس آسانی کے ساتھ ظلم وزیادتی کا شکار ہورہی ہیں، یہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ اس لیے اسلام نے خواتین کو ایسی آزادی نہیں دی ہے جس سے وہ غیر محفوظ ہوں اور نیم برہنہ لباس پہن کر لوگوں کے لیے سامان تفریح یا ان کی نظر بد کا شکار ہوجائیں۔

خواتین کے لیے اسلامی ہدایات

اسلام نے خواتین کو علیحدہ طور بہت سی باتوں کا حکم دیا ہے اور بہت سی چیزوں سے روکا ہے۔ مثلاً انھیں اپنے بناؤ سنگار کو دکھانے کے بجائے اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور پردہ کرنے کو لازم قرار دیا:

''اور اے نبی (ﷺ)! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہوجائے، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں۔'' (النور: 31)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔'' (سورۃ الاحزاب: 59)

اسی طرح غیر ضروری طور پر بازاروں میں پھرنے کے بجائے گھروں میں محفوظ طریقے سے رہنے اور عبادت کرنے کا حکم دیا: ''اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو، زکوۃ دو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی ﷺ سے گندگی کو دور کرے اور تمھیں پوری طرح پاک کردے۔'' (سورۃ الاحزاب: 33)

اس کے علاوہ خواتین کا ہر وہ طرز عمل جو اجنبی مردوں کو ان کی طرف مائل کرے یا ان کی جنسی خواہشات کو بھڑکائے، اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر وہ خاتون جو خوشبو لگا کر کسی قوم کے پاس سے گزرے کہ وہ اس کی خوشبو لے تو ایسی خاتون بدکار ہے۔'' (النسائی)

رسول اللہ ﷺ نے ایسی خواتین پر سخت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''دو طرح کے انسان ایسے ہیں جن کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا: ان میں وہ عورتیں ہیں جو لباس پہنے ہوئے بھی ننگی ہیں، لوگوں کی طرف مائل ہونے والی اور اپنی طرف مائل کرنے والی ہیں، ان کے سر کھلے ہونے کی وجہ سے بختی اونٹنیوں کی کوہان

کی طرح ہے، وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پاسکیں گی۔'' (مسلم)

علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''یہ تبرج اور سفور اختیار کرنے والی عورتوں کے لیے سخت قسم کی وعید ہے: باریک اور تنگ لباس زیب تن کرنے اور پاکدامنی سے منہ موڑنے والی اور لوگوں کو فحش کاری کی طرف مائل کرنے والی عورتوں کے لیے۔''

مردوں کو تنبیہہ

اسی طرح مردوں کو بھی تنبیہہ کی گئی ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ غیرمحرم (جن سے نکاح ہوسکتا ہے) عورتوں کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھیں، اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور زنا کے محرکات سے بچیں چہ جائے کہ زنا جیسے بدترین عمل کا شکار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ' یقیناً یہ بہت بے حیائی کا کام ہے' اور بہت ہی برا راستہ ہے۔'' (بنی اسرائیل:32)

موجودہ دور میں بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کا رجحان عام ہوگیا ہے، اسلام اس رشتے کو نہ صرف غلط قرار دیتا ہے بلکہ اجنبی خواتین سے میل جول، غیرضروری گفتگو، اور اختلاط سے بھی بچنے کی تاکید کرتا ہے، کیوں کہ یہ وہ محرکات ہیں جو انسان کو بدکاری اور فحاشی تک پہنچا دیتے ہیں۔ نبی رحمت نے اپنی امت کو اس سے روکا ہے: ''عورتوں (غیرمحرم) کے پاس جانے سے بچو۔'' (بخاری)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''اپنے سر کو لوہے کے کنگن سے زخمی کرنا بہتر ہے اس بات سے کہ وہ نامحرم خاتون کو چھوئے۔'' (طبرانی)

اگر کوئی ناگزیر ضرورت ہو یا کسی اجنبی عورت سے کچھ دریافت کرنا ہو تو پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ قرآن کہتا ہے: اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔'' (الاحزاب:53)

اسلام جرائم کو بالکل جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ انسانوں کو اخلاق و کردار کے زیور سے آراستہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کاش دنیا والے انسانوں کو اسلامی تعلیمات سے ڈرانے کے بجائے اس کی تعلیمات کو سماج میں نافذ کرنے کے لیے کوشاں ہوتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی زندگی سکون و اطمینان سے گزرتی اور ہمارا معاشرہ صحت مند ہو کر امن و امان کا گہوارہ ہوتا۔

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

عورت اس کائنات میں اشرف المخلوقات میں خوبصورت اور اہم ترین حصہ ہے۔ اردو زبان میں بیوی کو (احتراماً) نصف بہتر کہا جاتا ہے۔ مرد کی فراخ دلی ہے یہ اعتراف کرنے میں کہ اس کے بغیر وہ ادھورا ہے۔ عورت کو اللہ نے اپنی صفتِ تخلیق کا اعزاز بخشا ہے۔ وہ 7 ارب انسانوں کی ماں ہے۔ نبیوں کی ماں ہے۔ ام موسیٰؑ اور ام عیسیٰؑ، مریم علیہا السلام ہیں۔ فتنۂ دجال کا بدترین عنصر عورت کا بگاڑ ہے۔ مجموعی طور پر آج دنیا کے بگاڑ، فساد فی البر والبحر میں کتنا بڑا حصہ عورت یا اس کے گود کے پالوں کا ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ اس گود سے محروم رہ کر جھاڑ جھنکار سے کردار دنیا ویران کر رہے ہیں۔ بچے صرف حادثاتاً پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کی درستی عورت ہی کے ہاتھوں ممکن ہے۔ اسے اپنے اصل کام پر لوٹنا ہے۔ تن دہی اور دل دہی سے پرورشِ اولاد، تربیتِ اولاد کو مشن بنا کر دنیا کو گل و گلزار کرنا ہے۔

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

آج عورت مغرب کی تقلید میں گھر چھوڑ چکی ہے۔ ہر میدان، بازار، دفتر، چوراہے (پولیس وومن کی صورت)، ہواؤں، خلاؤں میں پائی جاتی ہے، سوائے گھر کے۔ تربیت اولاد کی کہانی گھر کو گھر بنانے سے شروع ہوتی ہے۔ جس کیفیت اور ماحول کا حامل گھر ہوگا اسی طرح کے بچے بنیں ڈھلیں گے۔ گھر جنگ و جدل کا اکھاڑہ ہوگا اس سے پچھاڑنے والے پہلوان یا ان تھک ٹانگ گھسیٹنے والے سیاست دان تو پیدا ہو سکتے ہیں، متوازن فکر و عمل پر استوار انسان نہیں ڈھل سکتا۔ گھر ڈرامے، فلم، موسیقی راگ رنگ بھرا ہوگا تو نچیے، گویے، میراثی، اداکار ہی جنم لیں گے۔ رزق حرام کی ریل پیل سیرت و کردار میں تعفن بھر دے گی۔ گھر کی درست بنیاد پر اٹھان اولین ہے۔ اگر کینوس پر خوبصورت پھولوں بھرا باغ اور تتلیوں کا منظر سجانے کا ارادہ ہو تو پس منظر آڑے ترچھے برش مار کر گچ پچ نہیں کیا جاتا۔ ایسے گدلے بدرنگ منظر میں گینڈے بندر تو بن سکتے ہیں۔ تتلی پھولوں پر نہیں دکھائی جاسکتی! معاشرے کی بنیادی اکائی گھر ہے۔ اللہ نے اس پر کامل رہنمائی قرآن میں دی ہے۔ نبی ﷺ نے اس میں عمل سے رنگ بھرا ہے۔ الفاظ کو جیتے جاگتے نمونہ ہائے عمل کی ایک مکمل مردوزن کی جماعت کی صورت ڈھالا ہے۔ جماعت صحابہ وصحابیات (رضوان اللہ علیہم) اللہ کی رضا کا پروانہ لیے سیرت و کردار کے لیے تاقیامت راستہ روشن کر گئے ہیں۔

گھر کی ابتدا شادی سے ہوتی ہے۔ گھر میں نسلوں کی تعمیر کے لیے لا کر آباد کیے جانے والے دو افراد کا ایمان، اخلاق، کردار آئندہ نسل کی اٹھان کا معیار طے کرتا ہے۔ آج کے معاشرے میں اعلیٰ اقدار عنقا ہیں۔ شادی بیاہ کی دھوم دھام، اخراجات کی فراہمی، ایونٹ مینجمنٹ، لین دین کے جھگڑے، کئی ہنگاموں سے نمٹ کر گھر آباد ہوتا ہے! سو پہلی اینٹ شریعت کے طے کردہ ضابطوں پر رکھنی ضروری ہے۔ گھر کسے کہتے ہیں؟ ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا﴾ (النحل:80) ''اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا۔'' گھر جائے سکونت بھی ہے اور جائے سکینت بھی۔ گھر چھپر ہو، جھونپڑی ہو، پہاڑوں میں ہو یا محلات ہوں، اسے جائے سکونت اور سکینت بخش بنانے والی عورت ہے۔ گھر عورت کی محبت کے بہتے زمزموں، اس کی خدمت وایثار اور دلوں کو سکھ چین عطا کرنے والے وجود سے جنت نظیر بنتا ہے۔

بچوں کی پہلی تعلیمی درس گاہ ماں کی گود ہے۔

بچوں کی کڑی نگرانی والدین کا اہم فریضہ ہے۔ بچوں کو تعلیمی اداروں میں بھیج کر بے غم ہو جانے کا یہ دور نہیں۔ شام کی ٹیوشن سے بڑھ کر اہم ماں کا بچے کے ساتھ بیٹھ کر اسکول کی دن بھر کی روداد سننا۔ فکری کجی، الجھن دور کرنا، گھر آنے پر صرف ہاتھ منہ دھلانے، نہلانے یا کسی بچے کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے پڑ جانے والی جوئیں دیدہ زیری سے نکالنا لازم نہیں۔ دل دماغ کا اجلا ستھرا رکھنا اور فکری جوئیں نکالنا اہم ترین ہے۔ نصابوں پر نظر رکھنا۔ غلط مندرجات کا نوٹس لینا۔ اسکول سے رابطے میں رہنا۔ غلط تصورات پڑھا

دینے پر احتجاج کرنا، والدین کا حق بھی اور فرض بھی۔

اسکول کالج یونیورسٹیاں آج طے شدہ منصوبے کے تحت فکر ونظر کی گمراہیاں اساتذہ کے ذریعے بچوں، نوجوانوں میں بو رہے ہیں۔ آپ کے بچے اور آپ خود اس پر چوکس رہ کر مزاحمت کرنے والے بنیں۔ باشعور والدین باہم رابطے میں رہیں اور اسکول پر ایسے معاملات میں دباؤ ڈالیں۔ یہ ہمارے بچوں کے حقیقی مستقبل کا سوال ہے۔ آج بچیوں کو اپنے ہاتھوں شریعت کے احکام سے منہ موڑ کر مخلوط اداروں، یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی دیوانگی میں مبتلا کیا گیا ہے۔ یہ قوم کو اچھی ماؤں سے محروم، نیم مرد بنا کر یا منتشر الخیال عورت بنا کر چھوڑے گی۔ اقبال کا کہا حرف بہ حرف سچ ہے:

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

تجربہ گواہ ہے اعلیٰ تعلیم، علم و ہنر سمیٹتے سمیٹتے اندر کی ممتا کے جذبات سے محروم کر دیتی ہے۔ ڈگریاں، (مسابقت کے تعلیمی میدان) ممتا کے پیچھے کارفرما بے بہا عشق کو ڈس لیتی ہیں۔ ایسی لڑکی بمشکل تمام روتی دھوتی بچے 'دو ہی اچھے' کے فارمولے پر کار فرما رہتی ہے۔ اکثر ڈاکٹرز شکایت کرتی ہیں کہ نہ صرف یہ لڑکیاں بلکہ ان کی مائیں بھی آپریشن کو ترجیح دیتی ہیں کہ 'بچی' درد نہیں سہہ سکتی۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

آج لڑکی کا سب سے بڑا چیلنج اپنی نسوانیت کا تحفظ ہے۔ مادریت پر فخر اور معیارِ امومت بڑھانے کے لیے اپنی تربیت پر متوجہ ہونا ہے تاکہ ملک وملت نے اس کے سپرد جو خدمت کی ہے (اصلاً) اس کا حق ادا کر سکے۔ اقبال نے کہا تھا: ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ! مگر آج: ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا کباڑا، بنانے کو پورا نظام کمربستہ ہے۔

یکسوئی سے تاریخ کے آئینے میں شاندار مسلم خواتین کے نمونہ ہائے عمل دیکھ کر اپنی کردار سازی پر توجہ دینی ہوگی، بیوٹی پارلر اور سیلبریٹی کے جھانسوں سے نکل کر۔ والدین اپنی بچیوں کے لیے صالح صحبت کا اہتمام کریں تاکہ یہ نسل ان کے لیے صدقہ جاریہ بن سکے بہ نسبت ٹک ٹاکر حریم شاہ، عائشہ اکرم یا نور مقدم بن کر دنیا و آخرت داؤ پر لگانے کے۔ یہی والدین اور نسل نو کا تربیتی امتحان اور چیلنج ہے۔

تربیت میں تشبہ بالکفار اور تشبہ بالاصناف سے روکنا۔ مسلمان ہونے کا فخر ایک مکمل باب ہے جو کافرانہ مشرکانہ تہواروں، حلیوں، وضع قطع سے مسلمان کو دور رکھتا ہے۔ اس کی شان صحابہؓ کے ہاں دیکھی جاسکتی ہے۔ آج یہ منظر طالبان کے ہاں آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

دنیائے کفر کی چکا چوند کے بیچ یورپ میں افغان وفد (اسلامی امارت کا) جس شان بے نیازی سے شرعی حلیوں میں چادریں اوڑھے جہاز سے اترتا ہے وہ کسریٰ کے شاہی درباروں کی شان وشوکت کا منہ چڑاتے سادہ پوش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کا مبارک اسوہ ہے۔ اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بازگشت گونجتی ہے 'ہماری شان اسلام سے ہے لباس سے نہیں'۔ فقر غیور کے ساتھ اپنی شرائط، اپنے اصولوں پر مضبوط موقف اختیار کرنے والے یہ خرقہ پوش اسلام پر اعتماد کا جمیل وجلیل مظہر ہیں۔ ہمارے والے لاکھوں کے ٹائی سوٹ پہن کر امریکا یورپ کے ایوانوں میں ملک و قوم کی غیرت داؤ پر لگا کر کشکول بھر کر لاتے ہیں۔ کسی کی عزتِ نفس پامال نہیں ہوتی کہ وہ انکاری ہو جائے ایسی وزارت خزانہ یا اس کی افسری قبول کرنے سے! کفر کے مقابل مومنانہ غیرت نفس کا تحفظ جتنا ضروری ہے، اسی طرح صنف کا اشتباہ پیدا ہونے سے بچنا بچانا بھی لازم ہے۔ احادیث کے مطابق جو کسی اور قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔ مرد کے زنانہ اور عورت کے مردانہ حلیے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ چونکہ تشبہ بالکفار اور تشبہ بالاصناف دونوں موجب غضب ہیں لہٰذا اسے تہذیبی چلن کے طور پر قبول کر لینا، (لڑکیوں کے لباس میں بالخصوص) مسلم گھرانے کے شایاں نہیں۔ لڑکیاں کا مردانہ وار باہر گھومنا پھرنا ہمارا شعار نہیں۔ لڑکی کو زنانہ تربیت دینا۔ اس پر اطمینان، فخر و ناز دینا اس کا تحفظ کرنا۔ لڑکے کو مردانہ مرد بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ نسوانیتِ زن زیادہ داؤ پر لگائی ہے تہذیب حاضر نے۔ عورت میں شوقِ مردانگی بہ صد اہتمام پیدا کیا گیا ہے۔ مرد کے مدمقابل بن کر خود بھی عورت کے اعصاب شل ہوتے ہیں۔ خاندان اور معاشرے میں بھی دراڑیں پڑتی ہیں۔ الحذر، الحذر!

ابتدا ہی سے صنفی انتشار کے ہر مظہر سے بچوں کو بچا کر پالیں۔ اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ، وقار، احترام، تقدس اور اس کا اکرام برتا اور بتایا جائے۔ مرد کو مکمل مرد بن کر رہنا، قوام اور غیور بن کر گھرانے کی سربراہی کے لیے بچپن سے تیار کیا جائے، تاکہ مکمل متوازن اسلامی گھرانے اپنا تشخص قائم رکھیں۔ یہ احساس ختم ہو جانا کہ گھر میں شوہر باپ بھائی اپنی خواتین کی حیا کے محافظ ہیں دیوثیت پیدا کرتا ہے۔ جس پر جنت حرام کر دی گئی۔ ایک نوجوان شوہر بیوی کی تصویر (سیلبرٹی) یوں چھپی کہ: 'موصوفہ اپنے مداحوں کے درمیان!' مداحِ اصل ایک طرف دیوث بنا کھڑا تھا۔ الاماں!

گھر ایک مرد اور ایک عورت سے بنتا ہے، نہ کہ مردانہ عورت اور زنانہ مرد سے۔ باپ ہانڈی بھون رہا ہے اور ماں سودا سلف ڈھونے جمعہ بازار گئی ہے! اصناف کا یوں خلط ملط ہو جانا مردوں کی چشم پوشی، بے پروائی اور معاشرتی رو میں بہہ جانے کی بنا پر ہے۔ مغرب تو اس حوالے سے دیوانگی کی حدوں کو چھو رہا ہے۔ گھر خاندان کی اکائی ختم ہو چکی ہے۔ بچے بدترین استحصال کا شکار رل رہے ہیں۔ ہم نے مضبوط بند نہ باندھا تو یہ بلائیں ہمیں بھی نگل جائیں گی۔ صنفی طور پر مائع (Gender Fluid) ہونے کی دیوانی اصطلاح۔ کبھی مردانہ حلیے میں مرد بن گئے، کبھی وہی زنانہ کپڑے میک اپ کے ساتھ صنف نازک کا روپ دھار لیا۔ ہاتھوں میں موجود موبائیلی بلا کے ہاتھوں ہر دل دماغ پر ان کا حملہ ہے۔ اولاد کو غیر معمولی ایمان اور عقیدے کی مضبوطی پر پالنے کی ضرورت ہے۔ آزادی مہلکات موبقات میں سے ہے۔ جب تک والدین سوشل میڈیا سے خود کنارہ کش نہ ہوں، بچوں کو پابند کرنا مشکل ہے۔ اقبال نے عورت کے تحفظ کا فارمولا بتا دیا۔

نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ جٹ فیملی کا بیٹا، عمر 25 سال، قد "6'.1، G.I.K سے (Mechanical Engineering)، PAF میں فلائنگ آفیسر (زیرتربیت) کے لیے شرعی پردہ کی پابند ڈاکٹر لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0323-4095386

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فارمیسی، قد 5 فٹ 2 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0335-3237265

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت رانا فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم انجینئرنگ میٹریل اینڈ میٹلرجی، ایم فل، قد 5 فٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-0425713

خواتین کے حقوق اور مغرب

مولانا سید علی شاہ حقانی

عورت ہر دور میں مرکزی اور خصوصی کردار کی حامل رہی ہے۔ اسلام سے پہلے تقریباً ہر معاشرے میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اکثر قوتوں نے خواتین کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیے ہیں۔ قبل از اسلام خواتین کی حالت بدتر تھی انہیں انسانی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا، اسلام نے بحیثیت ماں، بیٹی، بہن اور شریک حیات ان کو اعلیٰ مرتبے اور مقام پر فائز کیا۔

دور حاضر میں خواتین سے متعلق دو طرح کے سوچ اور نظریات ہیں: اسلام کا نظریہ اور مغرب کا نظریہ

اسلامی تہذیب و تمدن اور معاشرتی کردار مسخ کرنے کے لیے دجالی قوتوں نے عورت کو بطور ہتھیار استعمال کیا ہے اور ایک منظم سازش کے تحت تحریک آزادیٔ نسواں اور خواتین کے حقوق کے نام پر مسلمانوں کا خاندانی نظام، اسلامی تہذیب، اور اسلامی معاشرت میں تغیر لانے کے لیے ہمیشہ عورت کو مظلوم اور مسلم معاشرے کو ظالم کے روپ میں پیش کیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خواتین کے حقوق کے نام پر سرگرم تحاریک کے نتیجے میں عورت کو کچھ انفرادی فائدہ پہنچا ہے لیکن خاندان کے ادارے پر اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہیں، یہاں تک کہ مغربی معاشرے میں خاندانی نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ انجہانی سوویت یونین کے آخری صدر گورباچوف نے ''پروسٹرائیکا'' یعنی تعمیر نو نامی کتاب میں عورت کے معاشرتی کردار کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''چند صدیوں سے یورپ میں یہ نعرہ لگایا گیا ہے کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے اور عورتوں کی جسمانی قوت کو پیداوار کے اضافہ میں استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے نتیجہ میں ہم عورتوں کو دفاتر اور بازاروں میں لے آیے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہماری پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں نقصان اتنا زیادہ ہوا جس کی تلافی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور وہ نقصان یہ ہے کہ ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا۔ اس لیے کہ عورت جب تک گھر میں تھی اس نے ہمارے خاندانی نظام کو سنبھالا ہوا تھا۔ میرے تعمیر نو پروگرام میں ایک پروگرام یہ بھی ہے کہ میں ایسا طریقہ سوچوں کہ عورت کو واپس گھر کس طرح لایا جائے۔''

عصر حاضر میں خواتین کی حقوق کی عالمبردار قوتیں یورپ اور مغرب کی ماضی دیکھے تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کا استحصال انہی خطوں سے شروع ہوا اور خواتین پر ظلم و جبر کا یہ دور ابھی تک جاری ہیں۔ اگر ہم یونانی، رومی، یہودیوں اور عیسائیوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ خواتین کے لیے سب سے تاریک ادوار ثابت ہوں گے۔ دنیا میں ظلم، ناانصافی، لوٹ کھسوٹ اور اخلاقی زوال کی جتنی داستانیں ہیں عام طور پر عورت ہی اس کا سب سے پہلا نشانہ بنی، عورت پر جس قدر مظالم ہوئے اس کے تذکرے سے ہی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اخلاقی زوال کا شکار یورپی معاشرہ جب لفظ تہذیب سے آشنا ہوا تو عورت کو مرد کی عیش پرستی کا مرکزی کردار بنایا۔ جدید تہذیب کی حامل یورپی و مغربی معاشرے میں عورت کی حیثیت ہمیشہ پست رہی ہے۔

مغرب میں حقوق نسواں کی تحریک کی منظم کوشش 1890ء میں عورتوں کے حقوق کی سیاسی تحریک کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا تصور فرانس میں پیدا ہوا۔ اقوام متحدہ نے 1952ء میں ووٹ کا حق دیا۔ اقوام متحدہ نے ''خواتین سے امتیاز کے خلاف اقوام متحدہ کا کنونشن'' جسے SEDAW document بھی کہا جاتا ہے، نامی دستاویز تیار کی۔ 1994ء میں اقوام متحدہ نے بہبود آبادی کانفرنس منعقد کی جس میں جنسی آزادی، کنڈوم کا استعمال اور ہم جنس پرستی جیسے موضوعات زیر بحث تھے۔ 1995ء میں بیجنگ کانفرنس اور پھر قاہرہ کانفرنس نے مغرب کے خواتین کے حقوق کا ایجنڈا اشکارا کر دیا۔ بدقسمتی سے قاہرہ کانفرنس کے ایجنڈے سے تمام مسلم ممالک نے اتفاق کر لیا۔ صرف کیتھولک عیسائیوں اور تین اسلامی ممالک سوڈان، ایران اور سعودی عرب نے مخالفت کی۔

مغرب کی خواتین کے بارے میں پالیسی نے خود مغرب کے لیے بھی مشکلات پیدا کر دی۔ مرد قابل نفرت بن گیا، بدکاری، جنسی آوارگی، جنسی زیادتی اور لواطت نے وہاں کا معاشرہ تاریک سے تاریک تر کر دیا۔ جسے اب سنوارنا ان کے لیے ممکن نہیں۔ بدقسمتی سے میڈیا کی شتر بے مہار آزادی کی بدولت مسلم ممالک بھی بری طرح اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ جس کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ چند سالوں سے پاکستان میں جنسی درندگی اور خواتین کی بے حرمتی میں اضافہ ہو چکا ہے۔ آج تقریباً پوری دنیا کے وسائل اور اداروں پر مغرب کا تسلط ہے جس کی قیادت امریکہ کر رہا ہے جب امریکہ کی مہار یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ امریکہ ایک مذہبی عیسائی ملک ہے جو خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار کہتے ہیں جبکہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔ دین اسلام کی طرح یہ دونوں مذاہب بھی خواتین کی حقوق کی علمبردار ہیں۔ کیونکہ توریت اور انجیل آسمانی کتابیں ہیں جو اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ لیکن اسلام کی طرح ان مذاہب میں بھی عورتوں کی حقوق کے نام پر فحاشی اور عریانی پھیلانے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ شریعت موسوی میں خاص اہمیت کے حامل احکام عشرہ میں بھی زنا سے منع کیا گیا ہے جیسے خروج باب 20 میں ہے۔ ''تو زنا نہ کرنا'' بلکہ یہاں تک کہ مذہبی پیشواؤں کو بدکار عورتوں سے شادی کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح دین عیسوی میں زنا کی حرمت بیان کیا گیا ہے چنانچہ انجیل متی میں ہے: ''تم زنا نہ کرنا، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی کسی عورت پر بری نظر ڈالتا ہے وہ اپنے دل میں پہلے ہی اس کے ساتھ زنا کر چکا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مغربی و یورپی پالیسی ساز اپنے تھنک ٹینک کے ذریعے موجودہ حالات سدھارنے کے لیے اپنے مذہبی شخصیات کے ساتھ ساتھ مسلمان علماء سے بھی رہنمائی لیتے تاکہ ان کا خاندانی نظام محفوظ رہ سکے اور معاشرے میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کا خاتمہ ہو وہ بحفاظت معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکے۔ بدقسمتی سے انہوں نے خود کو سدھارنے کی بجائے مسلم معاشرے کو اپنے رنگ میں رنگنے کے لیے اقدامات شروع کیے۔ مغرب کا حیا سوز اور اباحیت پسند سیکولرازم مسلم معاشرے میں بے حیائی اور بداخلاقی کو فروغ دینے میں مختلف ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ چونکہ مغرب اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ اب مسلمان معاشروں کو اخلاقی طور پر تباہ کرنے کے لیے عریاں جنسی فلمیں اور ناشائستہ اطوار پر مبنی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو اس سلسلے میں میڈیا کا کردار بھی کچھ زیادہ مثبت نہیں۔ مسلم ممالک اس شعبے میں بہت پیچھے ہیں۔ الجریرہ کے علاوہ کوئی قابل ذکر ادارہ ایسا نہیں جو عالمی سطح

پر کردار ادا کر سکے۔ ذرائع ابلاغ کے اکثر ادارے ان ممالک اور اقوام کے کنٹرول میں ہیں جو مسلمان ممالک کو امداد دیتے ہیں۔ ایسے میں یقیناً مسلمانوں کے لیے اپنا خاندانی نظام بچانا ایک آزمائش سے کم نہیں۔ مسلم معاشرے کو تغیر کا سامنا ہے کیونکہ مغرب کا تہذیبی دباؤ ہے اور عالمی ایجنسیاں مسلم معاشروں میں تبدیلی لانے کے لیے سرگرم ہے۔ عالمی پالیسی سازوں نے یہ تغیر مسلط کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ بے شمار این جی اوز ہیں جو مختلف مسلمان ممالک میں مصروف عمل ہیں۔ اور بے پناہ وسائل کے ساتھ مسلمان عورت کو مظلوم اور مسلمان معاشروں کو ظالم قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمان معاشرے کی اخلاقی قدروں کو تبدیل کرنے کا عمل جاری ہے۔

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور'' میں

04 تا 06 مارچ 2022ء (بروز جمعہ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس (نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ منہجِ انقلابِ نبوی ﷺ ☆ محاضراتِ حدیث: از ڈاکٹر محمود احمد غازی (باب 7 تا 12)

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان'' میں

06 تا 12 مارچ 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ **اسلام کا انقلابی منشور**

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

11 تا 13 مارچ 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ **اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)**

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0331-7045701 / 061-6520451

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام
بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ
عورت کو کاروباری اشتہار بنا کر اُس کی تذلیل نہ کریں
تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام
بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ
جہیز کی لعنت ختم اور نکاح کو آسان کریں
تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام
بانی تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ
عورتوں کو وراثت میں اُن کا شرعی حق دیں
تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

Not Just a Chef...!

Mrs. Saad

The deeper I dig into feminism, the more I strengthen my perception about it; feminism is based on no concept of equality, on the contrary, it brings up an inferiority complex against all the things "womanly" and glamorizes everything that is "manly" in its true essence. It encourages a woman to go to office but not a man to see house affairs. It tells women to serve the economy but not men to raise good children. You'll see women feeling good in manly three-piece suits, did you ever see a man wandering around in an umbrella frock or a maxi? Of course not. Even imagining it makes one feel disgusted. Isn't this all the hype just for quenching the lust of men everywhere they go? Do you see anything other than the basic unit of a society (family institution) being destroyed? Well, I don't.

Yes, we do need feminism, but in that feminism, we need the rights that make us take proud in being a woman, not the feminism which degrades a woman being herself... fragile, covered, yet empowered and strong...not a showpiece on display which anyone and everyone can hold in hands and play with!

In our world:

- A woman wearing shirt and jeans is better than a woman in traditional "womanly" clothes.
- An air hostess serving meals is better than a woman cooking food for her family.
- A woman building her body at gym is better than a fragile "womanly" woman looking domestic affairs.
- A woman pursuing job by going against her family is better than a woman sacrificing her job for the family.
- A woman teaching in some educational institution, leaving behind her kids in the hands of a daycare is better than a woman raising the future of her nation at home.
- A woman working at construction sites to build houses is better than a home-maker woman.

You must've seen slogans and hashtags like "#morethanjustachef". But to me, my mom is everything. From a chef to a security guard, an engineer, a doctor and a teacher to the world and heaven, each and everything, and instead of disrespecting her like that on signboards, I give her a shout-out for all the sacrifices she has made... She's the one who deserves the most respect.

- Our sisters deserve respect who cook hot and fresh meals for their tired husbands before they come home after a daylong of hard work.
- Our wives deserve respect who find our socks for their men not to get late from work.
- Our daughters deserve respect who press clothes for their fathers before meetings for them not to get embarrassed about their clothes.
- And yes, our women in business, jobs and stuff, who follow the strict Islamic guidelines of satr-o-hijab and segregation, also deserve due respect, because Islam doesn't forbid women from these if they do follow the divine rules.

Every single woman living in chaadar and chardiwari, who is contributing to build a better nation, deserves a salute. These are the women we know!

ضرورت کمپوزر/ڈیزائنر

تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ نشرواشاعت کو ایک تجربہ کار کمپوزر/ ڈیزائنر کی ضرورت ہے۔ امیدوار:

- ان پیج، مائیکروسافٹ آفس، کورل، دیگر بنیادی کمپوزنگ اور گرافک ڈیزائننگ کے سافٹ ویئر میں مہارت رکھتا ہو۔
- اُردو اور انگریزی کی ٹائپنگ میں مہارت رکھتا ہو۔ (اُردو: 40 ورڈ پرمنٹ اور انگریزی 50 ورڈ پرمنٹ کم ازکم)
- ایڈیٹنگ اور ڈاکومنٹ فارمیٹنگ کے درج بالا سافٹ ویئر کے حوالے سے مہارت رکھتا ہو۔
- ای میل، فولڈر مینجمنٹ اور بنیادی پروفنگ سمیت کمپیوٹر آپریٹ کرنے کا ماہر ہو۔
- کمپیوٹر روم کے انتظام وانصرام کی اہلیت رکھتا ہو۔
- ہارڈ ویئر مارکیٹ میں کچھ نہ کچھ تعلقات رکھتا ہو۔
- لاہور کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ ○ مناسب تنخواہ۔ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

برائے رابطہ: 042-35856304 | واٹس ایپ: 0312-7223117

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.08

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore